هفت روزہ

خدام الدین

لاہور

بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور

مورخہ: ۱۲ر جولائی ۱۹۶۳ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۞ لاہور

یہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عن ابن عمر قال خطب عمر علی منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انہ قد نزل تحریم الخمر وھی من خمسۃ اشیاء العنب والتمر والحنطۃ والشعیر والعسل والخمر ما خامر العقل رواہ البخاری

ترجمہ - حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر خطبہ دیا اور فرمایا شراب کے حرام ہونے کا حکم نازل ہو چکا ہے اور شراب پانچ چیزوں سے بنتی ہے یعنی انگور سے کھجور سے ۔ گیہوں سے۔ جو سے - اور شہد سے اور شراب وہ چیز ہے جو عقل پر پردہ ڈالدے (بخاری)

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل مسکر خمر و کل مسکر حرام ومن شرب الخمر فی الدنیا فمات وھو یدمنھا لم یتب لم یشربھا فی الآخرۃ

ترجمہ - حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو چیز نشہ لائے وہ شراب ہے - اور ہر نشہ کرنے والی چیز حرام ہے - اور جو شخص دنیا میں شراب پیے اور ہمیشہ پیتا رہے. یہاں تک کہ بغیر توبہ کئے مرجائے آخرت میں اس کو شراب پینے کو نہ ملے گی (مسلم)

عن جابر ان رجلا قدم من الیمن فسال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن شراب یشربوا بارضھم من الذرۃ یقال لہ المزر فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم او مسکر ھو قال نعم قال کل مسکر حرام ان علی اللہ عھدا لمن یشرب المسکر ان یسقیہ من طینۃ الخبال قالوا یا رسول اللہ وما طینۃ الخبال قال عرق اھل النار او عصارۃ اھل النار

ترجمہ - حضرت جابرؓ کہتے ہیں. کہ ایک شخص یمن سے آیا اور اس نے شراب کا حکم دریافت کیا جو اس کے ملک میں پی جاتی تھی یہ شراب جوار کی بنتی تھی اور اس کو مزر کہا جاتا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کیا وہ نشہ لاتی ہے - اس نے عرض کیا ہاں آپؐ نے فرمایا ہر وہ چیز جو نشہ لائے حرام ہے اور خداوند تعالیٰ کا عہد ہے کہ جو شخص نشہ کی چیز پیئے گا - وہ اس کو طینۃ الخبال پلائے گا صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ طینۃ الخبال کیا ہے فرمایا دوزخیوں کا پسینہ یا دوزخیوں کی پیپ اور لہو (مسلم)

عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سئل عن الخمر تتخذ خلا فقال لا

ترجمہ - حضرت انسؓ کہتے ہیں - کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا - کہ اگر شراب کا سرکہ بنایا جائے تو جائز ہے - آپ نے فرمایا نہیں (مسلم)

عن وائل الحضرمی ان طارق بن سوید سال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الخمر فنھاہ فقال انما اصنعھا للدواء فقال انہ لیس بدواء ولکنہ داء

ترجمہ - حضرت وائل حضرمیؓ کہتے ہیں کہ طارق بن سویدؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شراب کی بابت پوچھا آپ نے اس کے پینے سے منع فرمایا طارق نے کہا ہم اس کو دوا کے طور پر استعمال کرتے ہیں آپ نے فرمایا وہ دوا نہیں بیماری ہے. (مسلم)

عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من شرب الخمر لم یقبل اللہ لہ صلوٰۃ اربعین صباحا فان تاب تاب اللہ علیہ فان عاد لم یقبل اللہ لہ صلوٰۃ اربعین صباحا فان تاب تاب اللہ علیہ فان عاد لم یقبل اللہ لہ صلوٰۃ اربعین صباحا فان تاب تاب اللہ علیہ فان عاد فی الرابعۃ لم یقبل اللہ لہ صلوٰۃ اربعین صباحا فان تاب لم یتب اللہ علیہ وسقاہ من نھر الخبال

ترجمہ - حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص (ایک مرتبہ) شراب پیے (اور توبہ نہ کرے) اللہ تعالیٰ چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں کرتا اور جو توبہ کرے خدا اس کی توبہ قبول کرلیتا ہے - پھر اگر وہ دوبارہ شراب پیتا ہے تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی - اور توبہ کرتا ہے تو اس کی توبہ قبول کرلی جاتی ہے - پھر تیسری مرتبہ پیتا ہے. تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں کی جاتی اور توبہ کرلیتا ہے تو توبہ قبول کی جاتی ہے پھر چوتھی مرتبہ پیتا ہے تو چالیس روز تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی اور توبہ کرتا ہے تو توبہ قبول نہیں کی جاتی اور دوزخ میں اس کو پیپ اور لہو کی نہر سے پلایا جائے گا.

(ترمذی - نسائی - ابن ماجہ - دارمی)

عن جابرؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام

ترجمہ - حضرت جابرؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے - جو چیز زیادہ تعداد میں استعمال کرنے سے نشہ لائے اس کا تھوڑی تعداد میں استعمال کرنے سے نشہ لائے اس کا تھوڑی تعداد میں استعمال کرنا بھی حرام ہے.

(ترمذی - ابوداؤد - ابن ماجہ)

عن ام سلمۃ قالت نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن کل مسکر ومفتر

ترجمہ - حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چیز کے استعمال سے منع فرمایا ہے جو نشہ لائے اور جو دماغ میں فتور پیدا کرے -

(ابوداؤد)

عن عبد اللہ بن عمرو ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن الخمر

(باقی صـ۶ پر)

فون نمبر ۶۷۵۴۵

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور



جلد ۹ — ۲۰ صفر المظفر سنہ ۸۳ ھ — ۱۲ جولائی سنہ ۱۹۶۳ — شمارہ ۱۰

مغربی پاکستان اسمبلی میں اسلام دوستی کا شاندار مظاہرہ

بوذرِ عصر حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی ناظم اعلیٰ جمعیۃ علمائے اسلام کی تائید غیبی

جس وقت سے حکومت پاکستان نے عائلی قوانین کو بذریعہ آرڈیننس نافذ کیا ہے۔ پاکستان بھر میں اس کے خلاف شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے یہ قوانین اس عائلی کمشن کی رپورٹ کا نتیجہ ہیں جس میں ایک رکن کے علاوہ کوئی عالم دین شامل نہ تھا۔ کسقدر افسوس کا مقام ہے کہ دوسرے ملکی مسائل کی تحقیقات کے لئے تو ماہرین فن کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ مگر مذہبی مسائل (عائلی قوانین) کے لئے ماہرین علوم شریعت کی خدمات حاصل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں سمجھی گئی اور ان لوگوں کو عائلی رپورٹ مرتب کرنے کے لئے کہا گیا جن کی رائے کو دینی امور میں مچھر کے پَر کے برابر بھی وقعت نہیں دی جاسکتی۔ اور یہ حقیقت ہے کہ جب ان قوانین کا نفاذ عمل میں لایا گیا کہ اہل اسلام کے دلوں پر ایک بجلی سی کوند گئی اور انہوں نے محسوس کیا کہ پاکستان میں بے دین عناصر کی سازشیں اسلام کے لئے کسقدر خطرناک ہوسکتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان قوانین کے خلاف پاکستان کے دونوں بازوؤں مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کے تمام سرکردہ علماء اسلام نے بالاتفاق یہ اعلان کیا کہ یہ قوانین شریعت کے قطعًا خلاف اور ناقابل برداشت ہیں چنانچہ اسی نظریہ کے تحت جمعیۃ علماء اسلام نے تمام ملک میں ان قوانین کے خلاف مہم کا آغاز کیا اور رائے عامہ کو بیدار کیا اور اسی پاداش میں امام الاولیاء قطب الارشاد والتکوین حضرت مولانا احمد علی قدس سرہٗ پر بھی پابندی عائد کی گئی —— لیکن بالآخر علماء ربانیین کی حق گوئی کا یہ اثر ضرور ہوا کہ صدر مملکت نے اعلان فرمایا کہ یہ قوانین نہ وحیٔ آسمانی ہیں اور نہ حرفِ آخر —— قومی نمائندے اگر چاہیں تو ان قوانین کو کثرتِ آراء سے منسوخ کر سکتے ہیں ——

بیان سے علمائے اسلام کو قدرے سہارا مل گیا اور انہوں نے اپنی مہم کو تیز تر کر دیا —— ممبران اسمبلی تک رسائی حاصل کی، اور انہیں اسلامی غیرت و حمیّت کا احساس دلاکر ان قوانین کی مخالفت کے لئے راہ ہموار کی —— مگر اسمبلی میں ہر فرقہ و خیال کے لوگ موجود ہیں۔ منکرین حدیث اور ملاحدہ نے انہیں اپنے دامِ تزویر میں پھانسنے کی ٹھانی اور فریب خوردہ بیگمات اپنی ساحرانہ مساعی بروئے کار لانے میں مصروف ہوگئیں۔ ظاہر ہے اس قسم کی فضا میں بہت کم توقع تھی کہ آئینی ذرائع سے ان قوانین کی کوئی مؤثر تردید ہوسکے گی۔ اور یہی وجہ ہے کہ قومی اسمبلی میں یہ معاملہ ابھی تک معلق ہے۔ اور اس کا کوئی قطعی فیصلہ تا حال نہیں ہو سکا ——

بہرحال مغربی پاکستان اسمبلی میں بہاولپور کے مایۂ ناز فرزند علامہ ارشد ایم پی اے نے مختلف ناموں سے "تنسیخ عائلی قوانین کی سفارش" کا نوٹس دے دیا —— انہوں نے یہ نوٹس مختلف ناموں سے اس لئے دیا کہ کسی نہ کسی کے نام کا قرعہ تو نکل ہی آئے گا۔ اور اگر وہ ایسا نہ کرتے اور ان کے اپنے نام کا قرعہ نہ نکلتا تو یہ تجویز پیش ہی نہ ہو سکتی —— چنانچہ قرعہ راؤ خورشید صاحب کے نام کا نکل آیا اور ان کے نام سے یہ تجویز صوبائی اسمبلی میں زیر بحث آگئی —— اور اس طرح علامہ ارشد کا پُر خلوص جذبہ اور ان کی نیک نیتی بالآخر نتیجہ خیز ثابت ہوئی ——

رب اللہ جل شانہٗ کی شان اور تائید غیبی کا اندازہ کیجئے کہ جب راؤ خورشید صاحب نے تجویز پیش کی تو ہاؤس پر جمود طاری تھا اور ہر طرف مایوسی کی جھلک نظر آرہی تھی —— اور جب بیگم شاہنواز اور میاں عبداللطیف شیخوپورہ نے اس کے خلاف تقاریر کیں تو مایوسی اپنی انتہا کو پہنچ گئی۔ مگر پیر غلام علی چشتی اور دو ایک دوسرے دردمند مسلمانوں کی تقاریر کے بعد جب مولانا غلام غوث ہزاروی تقریر کے لئے کھڑے ہوئے تو پانسہ ہی پلٹ گیا —— اور ایوان کے تعجب کی انتہا نہ رہی جب سپیکر نے ارکان اسمبلی کی اکثریت کے اصرار کے باوجود مولانا کو دس منٹ سے زیادہ وقت دینے سے انکار کر دیا —— مولانا نے احتجاج کیا کہ خلاف شریعت تقاریر کے لئے تو کافی وقت دیا گیا ہے۔ لیکن اسلام کے حق میں بولنے کے لئے صرف دس منٹ دیے جا رہے ہیں —— جس پر محترم میجر عبدالمجید صاحب ایم پی اے نے مولانا کی پر زور تائید کی اور ایوان کی اکثریت نے حضرت مولانا کی ہمنوائی کی —— آخر سپیکر کو ایوان کی اکثریت کے سامنے جھکنا پڑا۔ اور مولانا کو مزید دس منٹ دے دیے گئے۔ بس پھر کیا تھا مولانا نے تقریر فرمائی اور عائلی قوانین اور اس کے حامیوں کے تار و پود بکھیر کر رکھ دیے —— اور واقعہ یہ ہے کہ مولانا کی تقریر اہل ایمان کے دلوں کی آواز اور اسلامی غیرت و حمیت کی ترجمان تھی —— اللہ تعالےٰ نے اس میں ایسی تاثیر ڈال دی کہ حزب اقتدار اور حزب مخالف دونوں مسحور ہوگئے اور سارے کا سارا ایوان مولانا کا ہمخیال ہوگیا —— اور بقول "امروز" کے سٹاف رپورٹر کے خطابت اور مذہب دونوں مولانا کی

پشت پر تھے اور میدان مولانا کے ہاتھ میں تھا — لیکن عین اس وقت جب کہ مغربی پاکستان اسمبلی کا سارا ایوان مولانا کی ایمان افروز تقریر سے متاثر ہوکر ہمہ تن گوش تھا۔ اسپیکر نے مولانا کی تقریر کے خاتمہ کا اعلان کر دیا — نتیجتاً ایوان میں ایک ہنگامہ بپا ہوگیا اور چاروں طرف یہ ایمان افروز آوازیں آنے لگیں "مولانا کو اور وقت دو" "ہمارا وقت بھی مولانا کو دے دو" لیکن جب سپیکر نے یہ مطالبہ نہ مانا تو سرکاری و غیر سرکاری دونوں بنچوں نے احتجاج کے طور پر واک آؤٹ کر دیا — اور اسپیکر کو مجبور ہوکر اجلاس پندرہ منٹ کے لئے ملتوی کرنا پڑا — لابی میں ہر ممبر کی زبان پر "مبارک مبارک" کے الفاظ تھے اور یہ بات انتہائی دل خوش کن تھی کہ سرکاری بنچوں نے بھی مکمل اسلام دوستی اور اس سلسلہ میں کامل جذبۂ ایمانی کا ثبوت دیا — اور میجر عبدالمجید صاحب نے تو مولانا کو اٹھا ہی لیا — اس اثناء میں لابی میں ارکان اسمبلی یوں دکھائی دیتے تھے کہ ایک خاندان کے افراد محبت سے عید منا رہے ہیں — اور یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور تائید تھی کہ ان کے دلوں میں اسلام کی محبت ڈال دی — بہرحال جب اسمبلی کا اجلاس دوبارہ شروع ہوا تو اسپیکر نے ایوان کے مطالبہ سے مجبور ہوکر مولانا کو تقریر کا وقت دینے پر آمادگی کا اظہار کر دیا — لیکن اب مولانا نے وقت کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے کہ کہیں اجلاس کا وقت ہی ختم نہ ہو جائے تقریر سے انکار کر دیا اور رائے شماری کرانے کا مطالبہ کیا — آخرکار اسپیکر نے دو ایک بیگمات کی تقاریر کے بعد ووٹنگ کرائی اور یہ اسلام کا معجزہ اور ارکان اسمبلی کی اسلام دوستی کا شاندار مظاہرہ تھا کہ تین خواتین اراکین اسمبلی اور ایک آدھ دوسرے ممبر کے علاوہ کسی نے بھی خلاف رائے نہ دی — پارلیمانی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ ایوان کے دونوں گروپوں نے کسی ایک ممبر کی تقریر میں وقت کے اضافہ کے لئے واک آؤٹ کیا ہو اور اس طرح باہمی محبت کا ثبوت دیا ہو — اور یہ صرف اسلام ہی کا معجزہ ہے کہ ٹوٹے ہوئے دلوں کو آپس میں ملا دیتا ہے —

بہرحال عائلی قوانین کو منسوخ کرنے کی سفارش تالیوں کی گونج میں پاس ہوگئی اور ملک میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک مسرت کی لہر دوڑ گئی — عوام و خواص نے کئی سالوں کی مسلسل مایوسی کے بعد اب یہ محسوس کیا ہے کہ پاکستان میں اسلامی نظام برپا کرنے کے کس قدر امکانات موجود ہیں —

ہم محترم اراکین اسمبلی اور حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی کو اس خدمت اسلامی کے عوض دلی مبارک باد پیش کرتے ہیں — اور اراکین قومی اسمبلی سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ بھی مغربی پاکستان اسمبلی کے نقش قدم پر چل کر عنداللہ اور عندالناس ماجور ہوں گے —

بقیہ — ارشادات مجالس ذکر صفحہ ۲ سے آگے

قرآن کا حاشیہ لکھ رہا تھا — ایک سال میں چودہ پارے لکھے — شاہی مسجد کے ایک حجرے میں جا بیٹھتا تھا — پھر خواہش ہوئی کہ ایسی جگہ جائیں — جہاں ہمیں کوئی پہچاننے والا نہ ہو — چنانچہ واہ کے قریب گیا وہاں امام مسجد میرے دوست کے دوست تھے — ایک چشمہ کے کنارے چارپائی ڈال دیتے تھے — وہاں دن دس بارہ بارہ گھنٹے کام کرتا تھا — چودہ دنوں میں سولہ پارے لکھے — وہاں ایک بزرگ کا حال سنا اور ان کے مزار پر دعائے مغفرت کے لئے گیا سناتے ہیں — کہ وہ بزرگ اپنی جماعت کے ساتھ سڑک پر سے گزر رہے تھے — کہ راستے میں ایک جگہ سواریوں کو سڑک سے نیچے اتار لیا — ساری جماعت پیچھے ہولی — کافی چکر کاٹ کر پھر سڑک پر چڑھ گئے اور فرمایا — یہاں حافظوں کی قبریں تھیں — وہ قرآن پڑھ رہے تھے — مجھے شرم آتی — کہ ان کے اوپر سے گزروں

۲۵ر اپریل ۱۹۴۶ء جمعرات

ذکر کی برکت :- کثرت میں پھنس کر تعلق باالواحد رکھنا

ہم وحدت سے کثرت میں آئے ہوئے ہیں۔ سب مٹی تھے۔ تو ایک واحد سے تعلق تھا — وہ ہمارا خالق تھا — اور ہم اس کی مخلوق — جب نباتات میں آئے — تو بھی وحدت سے تعلق تھا — جب نطفہ بنے تو بھی وحدت سے تعلق تھا — جب پیدا ہوئے — تو کثرت میں قدم دھرا — کوئی ہماری ماں بن گئی — اور کوئی باپ بن گیا، کوئی نانی بن گئی — کوئی دادی بن گئی، کوئی نانا بن گیا، کوئی دادا بن گیا، کوئی ماسی بن گئی — کوئی پھوپھی بن گئی، کوئی ماموں بن گیا، کوئی چچا بن گیا — اسی طرح کئی تعلقات قائم ہوگئے — انسان کا کمال یہ ہے کہ اس کثرت میں پھنس کر وحدت کی طرف متوجہ رہے ایک سے اپنا تعلق قائم رکھے — یہ جتنے دنیا کے تعلقات ہیں عارضی ہیں — ان میں پھنس کر کہیں ایسا نہ ہو — کہ اللہ سے تعلق توڑ دیا جائے — اگر ایسا ہوا تو اس میں انسان کا نقصان ہے — کثرت میں پھنس کر پھر تعلق باالواحد رکھنا کمال تو یہی ہے — بہادر وہ ہے جو دشمن کے نرغے میں پھنس کر نکل جائے نہ وہ جو کبھی دشمنوں میں پھنسا ہی نہ ہو —

یہ چوروں اور ڈاکوؤں کا جہان ہے — سب یہاں ہمارے تعلق باللہ پر ڈاکہ مارنے کے لئے بیٹھے ہیں — زین للناس حب الشہوات (الآیۃ) در کوع ۲ پ ۳ میں ڈاکوؤں کی تفصیل بیان کی ہے — یہ سب انسان کے تعلق باللہ پر ڈاکہ مارتے ہیں — اور اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں — اللہ والوں کی صحبت ہو — تو پھر آدمی بچ جاتا ہے — ذکر کی برکت سے سب ڈاکو فنا ہو جاتے ہیں —

مسلمان سب سے زیادہ محبت اور تعلق اللہ سے رکھتا ہے — کثرت سے نہیں رکھتا — وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ (پ ۲ رکوع ۴)

جس طرح گھگے باز سب کے وار کو دفع کر کے دشمنوں کو مار کر نکل جاتا ہے — اسی طرح ذاکر لا الٰہ الا اللہ کی تلوار سے کثرت کو کاٹ دیتا ہے — اور ڈاکوؤں میں نہیں پھنستا۔

۹ر مئی ۱۹۴۶ء جمعرات

بڑا خطرے کا دن — موت کا دن

ایک بڑا خطرے کا دن آنے والا ہے۔ وہ خطرے کا دن ... ... موت کا دن ہے جس دن جنتی یا جہنمی ہونے کی آخری مہر لگتی ہے — وہ فیصلہ کا دن ہے — حدیث میں آتا ہے کہ آدمی ساری عمر جنت میں جانے والے کام کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ ایک ہاتھ دور رہ جاتا ہے — پھر کوئی ایسا کام کرتا ہے — کہ سیدھا جہنم میں جاتا ہے انسان کی فطرت کا خاصہ ہے کہ جب اسے آنے والے ڈر کا احساس ہو جائے تو اس کی فکر کرتا ہے — طلبہ کو امتحان کا ڈر ہوتا ہے — اس لئے اس کے لئے تیاری کرتے ہیں — ایسے ہی بڑے خطرے کے دن کے لئے تیاری کرنی چاہیئے — تاکہ اس دن کامیاب ہو جائیں — آخری فیصلہ تو اسی دن ہونا ہے ایک شاعر نے کہا ہے ؎

دار ہستی کچھ سہی لیکن یہی پایا گیا
بے خبر ہنستے رہے اور باخبر رویا کئے

بے خبر ہنس رہے ہیں — اور جنہیں خبر ہے — وہ مغموم و متفکر رہتے ہیں — آج کل گرانی ہے — ہر چیز کے حاصل کرنے کے لئے سخت تکالیف برداشت کرنا پڑتی ہیں — لیکن بچوں کو کوئی احساس نہیں — وہ بے خبر ہیں — لیکن ماں باپ کو احساس ہے، انہیں خبر ہے — اسی لئے وہ پریشان ہیں — مغموم ہیں، گزارا نہیں ہوتا — سخت گرانی ہے — لیکن بچوں کو کوئی پرواہ نہیں اسی طرح جو غافل ہیں — وہ تو کوئی خطرہ محسوس نہیں کرتے اور ہنسی خوشی زندگی گزار رہے ہیں اور جو ذاکر ہیں — وہ ڈرتے ہیں اور فکر میں ہیں — حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میں جانتا ہوں — اس کا تمہیں علم ہو جائے — تو تم زیادہ روؤ اور کم ہنسو —

مجلسِ ذکر

منعقدہ جمعرات ۱۲ صفر المظفر ۸۳ھ ۴ جولائی ۶۳ء

اسوۂ حسنہ

آج ذکر کے بعد جانشینِ شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ۝

ترجمہ! البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے۔ کہ تم میں سے اس وقت تک کوئی کامل مومن نہیں ہو سکتا۔ جب تک وہ مجھ سے اپنے والدین، اولاد اور دنیا کی سب چیزوں سے زیادہ محبت نہ کرنے لگ جائے

حضور کے نمونہ کو صرف عبادات میں ہی اپنانا فرض نہیں۔ بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں حضور کی زندگی کو مشعل راہ بنانا فرض ہے۔ دنیاوی معاملات اور اُخروی معاملات میں حضور اور صحابہ کرام کے طرز زندگی کو دیکھ کر زندگی گزاری جائے۔ اسی میں دنیوی اور اُخروی کامیابی اور کامرانی ہے۔

نبی کریم سے محبت کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ حضور کے ہر قول و فعل پر عمل ہو گا۔ اسی لئے اولیاء اللہ فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ کے درجے پائے جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعمال و کردار کو زندگی کے ہر شعبہ میں اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

ترجمہ! کہہ دو اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو۔ تو میری تابعداری کرو تاکہ تم سے اللہ محبت کرے اور تمہارے گناہ بخشے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اللہ تعالےٰ کی طرف سے اعلان ہے۔ اگر ساری دنیا کے لوگ اللہ تعالےٰ کے مقبول بندے بننا چاہتے ہیں تو اس کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ حضور نبی کریم کی تابعداری کی جائے ان کی زندگی کو اپنے لئے مشعل راہ بنایا جائے۔ ان کے اقوال و افعال کو حرزِ جاں بنایا جائے ۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ!

ہم مسلمانوں پر کوشش کرنا فرض ہے۔ نیکی اور کامیابی کی توفیق اللہ تعالےٰ دیتے ہیں اور دیں گے۔ جس راستے کے لئے انسان کوشش کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کی کوشش کو قبول کرتے ہیں، چاہے کوئی حق راہ اختیار کرے یا ناحق، راستی پر چلے یا غلط راستے پر۔ چاہے کوئی دین سے محبت کے لئے کسی سے دوستی رکھے یا دنیا کے واسطے محبت کرے۔ انسان کے لئے سارے راستے کھلے ہیں۔ اور اس کو عقل سلیم بھی عطا فرمائی گئی ہے۔ یہ انسان کی مرضی پر کہ کس راستے کو قبول کرے۔

اللہ تعالےٰ ہمیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق اور ہمت عطا فرمائے (آمین!)

اللہ تعالےٰ ہماری خطاؤں کو معاف فرمائے اس دنیا سے گناہوں اور روحانی امراض سے پاک کر کے اٹھائے۔

حضرت اکثر دُعا فرمایا کرتے تھے۔

اے اللہ ہم کو بغیر حساب کے جنت عطا فرما۔۔۔

اس سلسلہ کے لئے ضرورت ہے اس بات کی کہ اللہ اور اللہ کے رسول کے احکامات کا علم حاصل کیا جائے اور اس کے لئے وقت نکالا جائے۔ ہمیں چاہیئے کہ دین میں سعی کریں ضروریات دین کا سیکھنا ہر مسلمان بالغ مرد اور عورت پر فرض ہے

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَىٰ كُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ

علم سے مراد قرآن و حدیث کا علم ہے نہ کہ سائنس ۔۔۔ اور دنیاوی علوم ۔ علم وہ ہے جس سے حرام و حلال، جائز و ناجائز اور اللہ کی خوشنودی و ناراضگی کا پتہ لگ سکے

آج کل کے دور میں علم دین کا سیکھنا بہت ہی آسان ہو گیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت جامع اور مکمل اور صحابہ کرام کے حالات تفصیل کے ساتھ ہمارے پاس بالکل صحیح موجود ہیں دنیا میں کسی بانیٔ مذہب، شارع یا رہنما کی سیرت اور حالات مکمل و جامع موجود نہیں ہیں یہ فخر صرف مسلمانوں کو حاصل ہے کہ ان کے پاس ہر طرح کی چیزیں موجود ہیں علماء کرام، صوفیائے عظام، محدثین، مفسرین نے دین کو بہت آسان کر کے ہمارے سامنے پیش کر دیا ہے اب کام صرف اس کو جان کر اس پر عمل کرنا ہے۔ صرف پکے پکائے کھانے کو کھانا باقی رہ گیا ہے۔ لیکن آج کل کے مسلمان اتنا آسان کام بھی نہیں کرتے۔ درس و تدریس دینے والے موجود، مفت دینی علوم سکھانے والے موجود صوفیاء کرام موجود

صرف ہم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم ان علمائے ربانی کے سامنے زانوئے ادب تہ کریں۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں اور کوشش زبانی نہیں۔ بلکہ عملی کوشش کریں۔ تاکہ اللہ تعالےٰ کے مقبول بندے بن سکیں

اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنا مقبول بندہ بنالے، حضور کے اسوۂ حسنہ کو اپنانے کی ہمت دے (آمین)

اللہ تعالےٰ سے یہ بھی دعا کرتے ہیں۔ کہ ہمارے حکام کو اسلامی قوانین نافذ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ صوبائی حکومت نے جو عائلی قوانین کی تنسیخ کے لئے مطالبہ کیا ہے۔ اور اس کے لئے قرارداد پاس کی ہے

صوبائی حکومت مبارکباد کی مستحق ہے ہم خاص طور پر ان اراکین کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ جنہوں نے اس کے لئے کوشش کی۔ اللہ ان کو اور زیادہ ہمت دے۔ خاص طور پر اللہ تعالےٰ حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کی عمر دراز کرے۔ ان کو مزید خدمت اسلام کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ ۔۔۔

اسی طرح قومی اسمبلی کے اراکین ان قوانین کی تنسیخ کے لئے پر زور مطالبہ کریں۔ اور اسلام کے خلاف قوانین کو ختم کر کے۔ عین شرعی قوانین نافذ کرائیں ۔۔۔ اللہ تعالےٰ ہمارے حکام کو قرآن و حدیث کی سمجھ عطا کرے۔ تاکہ وہ اس کار خیر کو سرانجام دے کر اللہ تعالےٰ کو خوش کر سکیں۔ آمین

مسلمانوں کا فرض ہے کہ آئندہ انتخابات میں علمائے اسلام کو منتخب کریں۔ ایسے آدمی آگے لائیں۔ جو صحیح اسلام کی خدمت کرنے کا جذبہ رکھتے ہوں۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

خطبہ ۱۳ صفر المظفر ۱۳۸۳ھ بمطابق ۵ جولائی ۱۹۶۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وکفٰی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد!

اہل اللہ کی صحبت

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مد ظلہ العالی

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ٥

ترجمہ! اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور سچوں کے ساتھ رہو ۔

(سورۂ توبہ آیت نمبر ۱۱۹)

بزرگانِ محترم! ہمارے اکابر اور بزرگ ہمیشہ فرماتے رہے ہیں کہ حق تعالیٰ کی پہچان اور معرفت حاصل کرنے کے لئے تین باتیں نہایت ضروری ہیں

۱۔ صحبت اہل اللہ (۲) کثرت ذکر اللہ اور (۳) تفکر فی خلق اللہ

چنانچہ مجھے آج "صحبت اہل اللہ" کے عنوان سے اپنی معروضات پیش کرنا ہیں ۔

اہل اللہ کی صحبت کا عنوان اس لئے مقدم کیا گیا ہے اور اس لئے اسے پہلے بیان کیا جا رہا ہے کہ در اصل اللہ والوں کی صحبت ہی سے اللہ تعالےٰ کے ذکر کا شوق دل میں پیدا ہوتا ہے انہیں کی صورت دیکھ کر اللہ تعالےٰ یاد آجاتے ہیں۔ خِیَارُ عِبَادَ اللّٰہِ اِذَا رَاَوْا ذُکِرَ اللّٰہُ ۔

خدا کے نیک بندے وہ ہیں کہ جب ان کو دیکھا جائے تو خدا یاد آجائے (الحدیث) اور یہی ہیں جن کی حقیقت و معرفت سے بھری ہوئی نورانی گفتگو دلوں میں عشق الٰہی کی آگ روشن کر دیتی ہے ۔ اسی لئے حضرت مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

فقر خواہی آں بصحبت قائم است
نہ زبانت کار می آید نہ دست

اگر فقر چاہتے ہو ۔ یعنی حق تعالےٰ کا راستہ طے کرنا چاہتے ہو ۔ تو وہ صحبت ہی سے قطع ہوتا ہے ۔ اس راہ میں نہ محض زبان کام آتی ہے اور نہ ہاتھ کام دیتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ عارف رومیؒ صاف الفاظ میں فرما رہے ہیں کہ فقر کا راستہ صحبت اہل اللہ کے بغیر طے نہیں ہو سکتا ۔

حضرت حکیم الامت رحمتہ اللہ علیہ نے بھی "اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ٥ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ" کی تفسیر کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ الذین انعمت علیہم سے اشارہ اس طرف ہو گیا کہ صراطِ مستقیم میسّر نہیں ہوتا بغیر اس کے کہ پیروی اہل صراط مستقیم کی کی جائے اور اس کے لئے محض اوراق و کتب کافی نہیں۔

صحبت کا اثر

حالات و واقعات، گردشِ ایّام گواہ ہے اور ہمارا ایمان اس پر کہ جس قسم کا ایمان اور جس قسم کے اعمال و اخلاق صحابہؓ کو نصیب تھے قیامت تک کسی کو نصیب نہیں ہو سکتے ۔ اسی طرح صحابہؓ کے بعد تابعین اور ان کے بعد تبع تابعین کی زندگیوں کا مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ وہ بھی اعمال و اخلاق کی اُن بلندیوں پر اُڑتے تھے کہ جن تک بعد والوں کی رسائی نہیں ۔ حالانکہ حضور علیہ السلام کے دور میں قرآن عزیز کے لکھے ہوئے نسخے نہایت ہی کم یاب تھے ۔ شیخین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور میں بھی یہی حال رہا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہٗ کے دور میں قرآن کریم کو باقاعدہ جمع کیا گیا ۔ تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کے دور میں بھی قرآن عزیز کے کتابت شدہ نسخوں کی بہتات نہ تھی مگر آج کل قرآن عزیز کے کئی کئی نسخے گھر گھر موجود ہیں ۔ لیکن اس کے باوجود لوگوں کی ایمانی، اخلاقی اور دینی حالات روز بروز گرتی ہی چلی جاتی ہے ۔ اور موازنہ کیا جائے تو صاف نظر آئے گا کہ ہمارے اسلاف اگر ایمان اور اعمال صالحہ کی معراج پر جلوہ گر تھے ۔ تو ہم قعرِ مذلت کے تحت الثریٰ میں پڑے ہوئے ہیں ۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ اور ہم کیوں اخلاقی پستیوں کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں؟ اس کا جواب صاف ظاہر ہے کہ ہم قرون اولیٰ سے دُور تر ہوتے چلے جا رہے ہیں ۔ اور نیکوں، اور اہل اللہ کی صحبت ہمیں نصیب نہیں ۔ ہمارا مدار محض کتابوں پر ہے اور عاملین کتاب کا نقشہ آنکھوں سے اوجھل ۔ ہمیں عادت ہو گئی ہے کہ کتابوں کا مطالعہ کرنے کی جھوٹی سچی کوشش تو ہم کرتے ہیں ۔ مگر عاملین کتاب و سنت کے سامنے زانوئے ادب تہ نہیں کرتے ۔ اور اسی لئے ہم ایمان و اخلاق کی بلندیوں سے گر کر بداخلاقی اور بے حیائی کے قعرِ مذلت میں آگرے ہیں۔

محترم حضرات

صحبت دو قسم کی ہوتی ہے ایک اچھی اور دوسری بُری ۔ اچھی صحبت اچھے نتائج پیدا کرتی ہے ۔ اس سے اخلاق سنور جاتے ہیں اور مستقبل درست ہو جاتا ہے ۔ بُری صحبت سے اخلاق بگڑ جاتے ہیں اور عاقبت برباد ہو جاتی ہے ۔ کیونکہ انسان فطرتاً ایک دوسرے سے متأثر ہوتا ہے ۔ اور انسان ہی نہیں صحبت کے اثرات تو نباتات اور دوسری مخلوق پر بھی مرتب ہوتے ہیں ۔ اسی لئے عام طور پر کہا جاتا ہے ؎

بلے میوہ ز میوہ رنگ گیرد

اور خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔

طوطا اور مینا آدمی کے پاس رہ کر اُس کی زبان سیکھ جاتے ۔ اور اسی کی بولی بولنے لگتے ہیں ۔ جنگلی انسان مہذب انسانوں کی صحبت میں مہذب بن جاتے ہیں اور ان کا وحشی پن ختم ہو جاتا ہے ۔ بہر حال یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ انسان جن لوگوں کے ساتھ رہتا ہے انہی کی خصلتیں اور عادتیں اختیار کر لیتا ہے اور ماحول کی تاثیر پوری قوت کے ساتھ اس پر اثر انداز ہوتی ہے

چنانچہ حکیم کائنات فخر دو عالم

جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک مثال میں اچھی اور بُری صحبت کے نتائج کو اس پر اعجاز انداز میں واضح فرمایا ہے کہ باہمی معاشرت کا یہ بہت بڑا مسئلہ نہایت آسان ہو کر رہ گیا ہے ۔

حدیث کے الفاظ پر غور فرمایئے ۔

عن ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَثَلُ الْجَلِیْسُ الصَّالِحِ وَالسَّوْءِ کَحَامِلِ الْمِسْکِ وَ نَافِخِ الْکِیْرِ فَحَامِلِ الْمِسْکِ اِمَّا اَنْ یُّحْذِیَکَ وَاِمَّا اَنْ تَبْتَاعَ مِنْہُ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْہُ رِیْحًا

قسط ۶

روحانی امراض کا ہسپتال

(از محمد عثمان غنی بی اے داہگینٹ)

صوفی بشیر نے اپنے دو پرانے دوستوں، صفدر اور اکبر کو پشاور میں غلوص آگیں خطوط لکھے تھے جن میں اُس نے ان دونو کو علیحدہ علیحدہ زندگی سنوارنے کی ترغیب دی تھی اور ہفتہ کے روز اپنے ہاں آنے کی دعوت بھی دی تھی۔ تاکہ مرد کامل کی خدمت میں حاضر ہوکر اصلاح کرائیں۔ پوسٹ مین ڈاک لے کر آیا ہے اور صوفی بشیر نے بڑی بے تابی سے نیلا لفافہ کھول کر پڑھنا شروع کر دیا ہے۔ یہ صفدر کا خط ہے جس کا مضمون یہ ہے:-

پشاور
محترم صوفی بشیر صاحب! آداب و تسلیمات
آپ کا گرامی نامہ ملا۔ شکریہ۔ آپ کے صوفیانہ طرز تحریر اور ناصحانہ انداز کے فقرات نے کافی بور (BORE) کیا۔ آپ چونکہ کئی سال ہوئے مجھے نہیں ملے شاید آپ نے مجھ کو وہی پرانا اور نمازی صفدر تصور کر کے خط لکھا ہے۔ بہر حال آپ کا احترام ملحوظ ہے۔ میں پشاور میں ایک جگہ درس قرآن کا ریکارڈ باقاعدہ سنتا رہا ہوں۔ ایسا سائنٹیفک بیان ہوتا ہے۔ کہ اب میری نظروں میں مولویوں کے خشک وعظ ان کی پرانی روایات اور مسئلے مسائل محض قصۂ پارینہ ہو کر رہ گئے ہیں۔ آپ نے صحبت مردِ کامل کی بار بار رٹ لگائی ہے۔ جو ظاہر کرتی ہے کہ آپ نے کالج کی تعلیم سے کچھ حاصل نہیں کیا اور اپنی جیتی جاگتی صلاحیتوں کو خاک میں ملا دیا ہے۔ بہر حال میں یہ خط مختصر کرتا ہوں اور آپ کو آئندہ ہفتہ کی شام کو مل کر بات چیت کروں گا۔ اگر ہو سکے تو مجھے Receive کرنے کے لئے اسٹیشن پر تشریف لے آئیں۔ میرے تلخ مگر حقیقت پر مبنی الفاظ کا بُرا نہ مانیئے گا۔ آخر دوست دوست سے ہی تو مخاطب ہے۔
فقط آپ کا صفدر

باقی ڈاک میں دینی پرچوں کے علاوہ ایک اور لفافہ بھی ہے جو اکبر کا ہے۔ صوفی بشیر کھول کر پڑھتا ہے۔ لکھا ہے۔

پشاور
محترم المقام صوفی صاحب۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
آپ کا مکتوب گرامی مل کر کاشف حالات ہوا۔ اللہ تعالےٰ آپ کو دینی اور دنیوی انعامات سے مالا مال کرے اور ہر لحاظ سے درجات میں بلندی عطا فرمائے۔ آپ کے خلوص بھرے خط سے دل کو بڑی فرحت حاصل ہوئی۔ میں انشاء اللہ تعالےٰ آئندہ ہفتہ کی شام کو ایکسپریس سے آپ کے دولت کدہ پر پہنچ جاؤں گا۔ مجھے آپ کی دعوت سے از حد مسرت ہوئی ہے۔ جس کو بزرگوں کی صحبت نصیب ہو جائے وہ تو کُندن ہو گیا اور پھر اگر آپ خود ہماری بہتری کے پیش نظر ہمیں ایسی عالی مرتبہ ہستی کے پاس لے جانے کی خواہش رکھتے ہیں تو یقیناً اس میں ہماری ہی بھلائی ہے۔ خدا آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ باقی انشاء اللہ.... عند الملاقات۔
آپ کا مخلص اکبر

اکبر کے خط سے صوفی بشیر کو مسرت ہوتی ہے مگر صفدر کے الفاظ سے اس کو بڑی حد تک دُکھ ہوتا ہے۔ تاہم وہ ناامید نہیں ہوتا۔ چند روز گزرنے کے بعد ہفتہ کی شام کو صوفی بشیر اسٹیشن پر پہنچتا ہے۔ گاڑی آتی ہے تو دونو دوست اترتے ہیں۔ صوفی بشیر دونو کو خوش آمدید کہتا ہے۔

صفدر:- ہیلو اکبر:- تم بھی اسی گاڑی سے آئے ہو؟

اکبر:- ہیلو کی بجائے سلسلۂ کلام السلام علیکم سے شروع کرنا چاہیئے —— جی ہاں مجھے بشیر بھائی نے مدعو کیا تھا اور حاضر ہو گیا ہوں۔

صفدر:- اچھا تو مولوی جی! السلام علیکم میرا مطلب یہ تھا کہ اگر آپ کو بھی آنا تھا تو دونو مل کر ہی آتے تاکہ سفر اچھی طرح گزرتا

صوفی بشیر:- سناؤ ان باتوں کو۔ آخر آ تو گئے نا۔ چلو ٹیکسی میں بیٹھو اور گھر چلیں

گھر پہنچنے پر چائے پیش کی جاتی ہے اور پھر تینوں کی بات چیت کا سلسلہ شروع ہوتا ہے —

صفدر:- اچھا تو بشیر صاحب! آپ نے مجھے نصائح سے پُر خط جو لکھا تھا اس کا جواب تو میں مختصر طور پر لکھ ہی چکا ہوں۔ آپ نے صحبتِ مردِ کامل پر بڑا زور دیا تھا اس کی مزید وضاحت فرمایئے۔

صوفی بشیر:- آپ نے جو سوال کیا ہے اس کا جواب آپ کے اپنے خط میں ہے کہ آپ جب ہمارے ساتھ تھے تو سیدھے راستے پر تھے اور جب سے پشاور جا کر ریکارڈڈ (RECORDED) تقریریں سننی شروع کی ہیں۔ تو آپ کے خیالات کا دھارا بدل گیا ہے۔ انسان جیسے لوگوں کے پاس بیٹھے گا ویسا ہی رنگ چڑھے گا۔ بلے میوہ زمیوہ رنگ گیرد۔ اگر آپ بُروں کی صحبت میں بیٹھیں گے تو ایک نہ ایک دن آپ میں بُرائی کے اثرات ضرور پیدا ہو جائیں گے۔ اور اگر کسی اللہ والے کی ہم نشینی میسر آ جائے تو پھر اس کا رنگ چڑھے گا فارسی کے چند اشعار ہیں:-

گِلے خوشبوئے در حمام روزے
رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری
کہ از بوئے دلآویزے تو مستم
بگفتا من گِلے ناچیز بودم
ولیکن مدتے با گل نشستم
جمال ہم نشین در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

صفدر بھائی! اگر مٹی میں پھول کی ہمنشینی سے خوشبو آ سکتی ہے تو کیا نیکوں کی صحبت میں رہ کر نیکی کا رنگ نہ چڑھے گا؟

صفدر:- یہ سب کہانیاں ہیں۔ مجھے ان سے کچھ اثر نہیں ہو سکتا۔

اکبر:- صفدر صاحب! یہ کہانیاں نہیں ہیں حقائق ہیں۔ میں خود آپ کو بتاتا ہوں کہ میری بڑی خواہش تھی کہ کوئی اللہ کا بندہ مل جائے تو زندگی سنور جائے۔ آپ نے جدید طرز کی سوسائٹی اختیار کی اور ریکارڈڈ تقاریر سُن کر پھسل گئے اور میں جاہلوں کے ہتھے چڑھ گیا، اور برباد ہوا میں جوگیوں اور ریشوں والے سائیں فقیروں کی گمراہ کن باتوں میں آ گیا۔ پہاڑوں میں ریاضت کرنے والے خلوت گزینوں اور مست ملنگوں کی مجلسوں میں گیا۔ مگر سچ کہتا ہوں ہر جگہ بے دینی ہی دیکھی۔ بھنگ چرس کے دلدادہ دیکھے۔ سادہ لوح عوام کی جیبیں کٹتے دیکھیں۔ بے عمل اور جاہل مطلق تکیہ نشینوں کو ضعیف الاعتقاد عورتوں کو جھوٹے تعویذ دے کر ان کے ایمان اور مال لوٹتے دیکھا۔ نہ شریعت سے مطلب نہ طریقت سے غرض سب دنیا کے بندے تھے۔ ایک جگہ تو ننگا دھڑنگا آدمی تھا اور اس کے چیلے چانٹے کہتے تھے کہ یہ بزرگ "جس کو گالی دیدیں اس کی مراد پوری ہو جاتی ہے۔ اور جس کی طرف توجہ نہ کریں وہ محروم رہتا ہے۔ مگر صفدر صاحب! سچی بات ہے کہ یہ سب گورکھ دھندے چھوڑ کر قرآن و حدیث کا درس سُنا اور صاحب شریعت و طریقت علماءِ ربانی کی مجالس میں سکون ملا۔

صفدر:- یہ لمبی کہانی کہاں ختم ہوئی؟ جہاں میں ہوں یعنی میں بھی تو درس ہی سنتا ہوں اور

روشن دماغ ہوں۔

اکبر:۔ نہ آپ روشن دماغ ہیں اور نہ میں۔ یہ خوش قسمتی صوفی بشیر صاحب کو حاصل ہے۔ جن کا چہرہ نور سے چمک رہا ہے۔

صوفی بشیر:۔ نہیں بھائی میں تو ایک گنہگار آدمی ہوں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ جن کے ساتھ ہمارا اُٹھنا بیٹھنا ہے وہ یقیناً اللہ کے مقرب ہیں۔ یہی میری تمنا ہے کہ جو نعمت مجھے حاصل ہے اس سے آپ بھی فائدہ اٹھائیں۔ اگر میں میٹھی چیز کھاؤں تو میرے دوست کیوں اُس سے محروم رہیں۔ تھوڑی دیر بعد انشاء اللہ ہم مرد کامل کی خدمت میں پہنچیں گے۔

صفدر:۔ میں تو خشک لوگوں کی مجلسوں میں جاؤں گا نہیں۔ جتنا وقت وہاں برباد کرنا ہے یہیں بیٹھ کر کچھ اور بات کرتے ہیں۔

اکبر:۔ دیکھو صفدر! یہ ٹھیک نہیں ہے۔ ہدایت دینا اللہ کے اختیار میں ہے۔ ہم صوفی صاحب کے مہمان ہیں ان کی دعوت کو ٹھکرانا نہیں چاہیئے۔

صفدر:۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جانا ہی پڑے گا۔ لاؤ بھائی پھر نکٹائی اتاریں۔ سر پر رومال باندھیں۔ پتلون اتاریں اور پاجامہ پہنیں۔

اکبر:۔ ظاہر کے بجائے باطن کی تبدیلی کا خیال کیجئے۔

صوفی بشیر:۔ چلیئے دوستو پھر وقت ہو رہا ہے اور رستہ بھی آدھ گھنٹہ کا ہے۔

تینوں مرد کامل کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ مرد کامل ارشادات فرما رہے ہیں۔ یہ سب... چپکے سے مجلس میں بیٹھ جاتے ہیں اور سنتے ہیں۔ مرد کامل دنیا سے بے رغبتی اور تعلق مع اللہ کی اہمیت کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ نیک اعمال کی تاکید کرتے ہیں۔ گمراہوں کی صحبت سے باز رہنے کی نصیحت فرماتے ہیں اور موت کو قبر کو حشر کو یاد رکھنے کا مشورہ دیتے ہیں ـــ ارشادات سنکر صوفی بشیر اپنے مہمانوں کو ایک طرف لے جاتا ہے اور ان کے خیالات معلوم کرتا ہے۔ اکبر تو کافی حد تک متاثر ہے مگر صفدر ابھی تک ٹیڑھے ٹیڑھے سوال کر رہا ہے اور کہتا ہے۔ کہ ان بزرگ نے کون سی نئی بات بتائی ہے۔ اس کے بجائے تو گھر میں بیٹھنا بہتر تھا۔ صوفی بشیر بڑا غمگین ہوتا ہے۔ اور اُن دونوں کو وہاں ٹھہرا کر تھوڑی دیر کے لئے مرد کامل کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور حالات سے آگاہ کرتا ہے ـــ

مرد کامل:۔ بشیر! تم چاہتے ہو کہ تمہارے سب دوست راہ راست پر آجائیں یہ اچھا جذبہ ہے مگر تم جانتے ہو کہ وہی لوگ اصلاح قبول کرتے ہیں جن کا نورِ فطرت بجھ نہیں گیا۔ جن کی قسمتوں کے دیئے بجھ چکے ہیں ان کو کچھ اثر نہیں ہوتا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر طرح اپنے قرب و جوار میں رہنے والوں کی اصلاح کی کوشش فرمائی اور ان کی ہٹ دھرمی پر مغموم بھی ہوئے مگر وہ راہ راست پر نہ آئے آخر اللہ تعالے نے فرمایا کہ اے میرے پیارے حبیب! تم ان کی کجروی پر غم نہ کرو۔ تمہارا کام ہے ان کو میرا پیغام پہنچا دینا۔ ہدایت دینا نہ دینا میرا کام ہے۔ بشیر بیٹے! اسی طرح تمہارا کام ہے کہ تم اپنے دوستوں کو اللہ کی طرف بلاؤ اگر کوئی راہ راست پر آجائے تو اُس کی مرضی ورنہ تم غم نہ کیا کرو۔

تہی دستانِ قسمت را چہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آبِ حیواں تشنہ می آرد سکندر را

(صوفی بشیر مرد کامل کے ارشادات سُن کر آنسو پونچھتا ہوا اپنے مہمانوں کے پاس آتا ہے اور ان کو لے کر گھر چلا آتا ہے) (باقی باقی)

بقیہ سلام اور اس کے آداب

رکھنا یا ہتھیلی الٹ کر کے پیشانی پر لانا یہود و نصاریٰ کا طریقہ سلام ہے۔ مسلمانوں کو اس بیہودگی سے بچنا چاہیئے۔

(۱۶) عبادت میں مشغول مسلمانوں کو بعد از فراغت سلام کرنا چاہیئے۔ اسی طرح جواب بھی بعد از فراغت دیا جائے۔

(۱۷) پاخانہ یا پیشاب گاہ یا حمام وغیرہ میں سلام کرنا مکروہ ہے اسی طرح جو شخص پیشاب کر رہا ہو یا استنجا کر رہا ہو۔ اس کو سلام کرنا مکروہ ہے۔ اس کے ذمہ جواب بھی عائد نہیں ہوتا

(۱۸) سلام کرتے ہوئے جھکنا بڑی بات ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سختی سے منع فرمایا ہے کہ کفار سے مشابہت ہوتی ہے

(۱۹) بطور تمسخر سلام کرنا حرام ہے اسی طرح جواب دینا۔

(۲۰) بچوں کو ابتداء سے سلام کرنے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔

(۲۱) سلام کرنے میں جان پہچان کی کوئی تخصیص نہیں۔ صرف مسلمان ہونا چاہیئے۔

نوٹ

جو بھائی اس مضمون کو چھپوا کر تقسیم کرنا چاہیں اجازت ہے۔

نور محمد انور

نقد و نظر

شراب نوشی اور اسلام

تصنیف ۔ مولانا مفتی محمد یوسف
صفحات = ۸۸
قیمت = ۷۵ پیسے
سرورق = رنگدار دیدہ زیب
ناشر ۔ فرزندانِ توحید، بیت التوحید نمبر E - ۸/۱۳۷ آصف کالونی کراچی ۱۹

اس کتاب میں شراب نوشی پر قرآن و حدیث کی روشنی میں نہایت سیر حاصل تبصرہ کیا گیا ہے۔ آج کل شراب نوشی کی وبا ملک میں عام پھیل گئی ہے اور پہلے سے کئی گنا زیادہ شراب کی خرید و فروخت ہو رہی ہے۔ فاضل مصنف نے اس دور میں شراب نوشی اور اسلام پر قلم اٹھا کر دین و ملت کی خدمت کا نہایت اہم فریضہ ادا کیا ہے

شراب نوشی اسلام میں قطعاً حرام ہے اور اس کے استعمال سے انسان اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھتا ہے۔

فاضل مصنف ـــ اس کے استعمال سے پیدا شدہ نقائص کا ذکر کرتے ہوئے صفحہ ۴۶ پر ایک واقعہ درج کرتے ہیں۔ جس کے پڑھنے سے انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آپ بھی پڑھیئے۔

"مصر کے مشہور اخبار "الاہرام" نے اپنی ۸ شوال ۱۳۷۹ھ کی اشاعت میں ایک زمیندار شرابی کا واقعہ ذکر کیا ہے۔ جو انتہائی المناک اور لرزہ خیز واقعہ ہے۔ اخبار مذکور نے اس کے لئے درج ذیل عنوان کا انتخاب کیا ہے ـــ

مزارع یذبح اطفالہ ویعلق جثثھم علی الباب وینادی اھالی البلدۃ لیشاھدوا مصرعھم ـــ

"دیہی ایک زمیندار شرابی کا واقعہ جو اپنے بچوں کو خود ذبح کر کے ان کی لاشیں مکان کے دروازے پر لٹکا کر گاؤں کے باشندوں کو اس غرض کے لئے بلا رہا ہے کہ ان کے بچوں کی قتل گاہیں دیکھیں" اس قسم کے وحشت ناک اور ہیبت ناک مظالم کبھی سننے میں بھی نہیں آئے۔ جو لوگ شراب کے عادی بن چکے ہیں انہیں اس واقعہ سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے اور آئندہ کے لئے توبہ کرنی چاہیئے ہر مسلمان کو چاہیئے کہ وہ اس کتاب کو خرید کر خود بھی پڑھے اور دوسروں کو بھی پڑھائیے!

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور لکھا کیجئے

اسلام کے بنیادی عقائد و تعلیمات

از مولانا محمد الیاس صاحب خطیب جامع مسجد پٹولیاں - لاہور
(حال اکیڈمی علوم اسلامیہ سرآب کوئٹہ)

عزیزانِ محترم! و بزرگانِ مکرم! دنیا میں کوئی انسان ایسا نہیں جو کسی نہ کسی مذہب اور اس کے نظریات پر یقین نہ رکھتا ہو۔ چاہے کوئی امریکہ کا باشندہ ہو یا روس کا ، عربی ہو، یا عجمی ، وحشی ہو یا مہذب جاہل ہو یا عالم ، ہر انسان کسی نہ کسی نظریہ پر ضرور یقین رکھتا ہے ۔ وہ نظریہ یا عقیدہ انسانی افکار سے بنا ہو یا آسمانی کتابوں اور صحیفوں سے ۔ مگر یہ حقیقت تسلیم کئے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ۔ کہ کسی نہ کسی تصور کو آدمی اپنے دل میں جگہ ضرور دیتا ہے ۔ اسی انسانی اور فطری اصول کے مطابق مسلمان بھی چند نظریات کو مانتے ہیں ۔ جن پر ان کے مذہب اسلام کی بنیادیں قائم ہیں ۔ اور ان نظریات و عقائد کے تقاضوں کے مطابق چند اعمال ہیں ۔ جن پر عمل پیرا ہو کر وہ اپنے فرض سے سبکدوش ہو سکتے ہیں۔ ہم آپ کے سامنے اُن بنیادی نظریات و عقائد اور اہم تعلیمات کا ایک اجمالی خاکہ پیش کرکے امید رکھتے ہیں ۔ کہ اگر آپ نے ان چند معروضات کو توجہ سے سُنا ۔ تو انشاء اللہ آپ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ اس ترقی یافتہ اور ایٹمی دور میں بھی اسلامی افکار کے چہرہ پر کوئی غبار نہیں بلکہ اس کی چمک اور معقولیت پہلے سے زیادہ قائم ہے ۔ اور اس کی مقدس تعلیمات کی جس قدر ضرورت آج ہے ۔ اس سے پہلے شاید ہی کبھی ہوئی ہو۔ ظلمت جس قدر بڑھ جاتی ہے ۔ روشنی کی طلب اور ضرورت اسی قدر زیادہ ہو جاتی ہے ۔ دنیا میں مذاہب تو بہت ہیں۔ مگر ایسا مذہب جو اپنی ہر بات پر دلیل اور برہان پیش کرتا ہو ۔ اور جو برملا یہ کہتا ہو ۔ کہ مجھے قبول کرنے سے پہلے میرے پیش کردہ عقائد اور میری تعلیمات کو عقل اور برہان کی کسوٹی پر پرکھ لو۔ اور جب تمہارا ضمیر مطمئن ہو جائے کہ ایک روشن راستہ پر گامزن ہو گئے ہو ۔ جس میں شک و شبہ ، تردد اور اوہام و ظنون کی کوئی ظلمت نہیں ہے ۔ تب مجھے قبول کرو ۔ تو اس دعویٰ میں کوئی مبالغہ نہیں کہ اس نیلگوں آسمان کے نیچے ایسا مذہب صرف اسلام ہے ۔ اس لئے یہ بہت ضروری ہے ۔ کہ اسلام کے عقائد و اعمال کو بہت ہی توجہ اور غور و فکر سے سمجھنے کی کوشش کی جائے ۔ اسلام نہ تلوار سے پھیلا ہے ۔ اور نہ کسی مادی قوت و طاقت سے بلکہ اس نے اپنے مبلغین کا بھی یہ فریضہ قرار دیا کہ

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ -

اللہ کی طرف برہان اور دلیل سے بلاؤ۔ امام کبیر فخر الدین رازی رحمۃ اللہ اس آیت پر لکھتے ہیں ۔ ولا شك ان المراد بقوله بالحكمة اى بالبرهان والحجة فكانت الدعوة بالحجة والبرهان الى الله تعالىٰ مامورا بها —

(تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۹۰)

یعنی اس میں کوئی شک نہیں کہ حکمت سے مراد برہان اور دلیل ہے پس اللہ کی طرف دعوت دلیل و حجت کے ساتھ دینا ضروری ہے ۔ اور یہی وجہ ہے کہ جب اسلام کو اس کے برابر کے ساتھ سمجھا اور پیش کیا گیا تھا ۔ تو شتربانوں نے جہاں بانی کے وہ جوہر دکھلائے تھے ۔ جن کی نظیر چشم فلک نے آج تک نہیں دیکھی ۔ کسی نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا ، کسی نے ذرّوں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا ، خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے ۔ " کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا —

سہولت فہم کی خاطر اسلام کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے ۔ نظریات ، عقائد اور تعلیمات یعنی اعمال ہم اس وقت دو حصوں کو سب سے اہم اور بنیادی باتوں کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراتے ہیں ۔ اور نظریات میں سے صرف وہ عقائد بیان کرتے ہیں جو ہر آسمانی مذہب کی اصل ، اور ہر نبی علیہ الصلوٰۃ کی بنیادی تبلیغ سے تعلق رکھتے ہیں ۔ وہ تین عقیدے ہیں ۔

(۱) توحید (۲) رسالت ، اور (۳) قیامت

اب براہین و دلائل کے ساتھ بالترتیب ان کو بیان کیا جاتا ہے ۔

توحید

جب سے دنیا قائم ہوئی ہے اور جس تاریخ سے انسانیت نے وجود کی انگڑائی لی ہے تب سے اللہ رب العالمین کا تصور انسانوں میں پایا گیا ہے ۔ دنیا کا کوئی خطہ اور آبادی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے ۔ جہاں پر کسی نہ کسی نام سے اور کسی نہ کسی صورت سے اللہ کو یاد کیا نہ جاتا ہو اور یہ اس لئے ہوا ہے ۔ کہ اللہ کی پہچان روح کی غذا ہے ۔ انسان مجبور تھا کہ وہ اپنے نہاں خانۂ دل کی خلش کا کوئی نہ کوئی علاج کرتا ۔ اور اس کی پیاس کو کسی نہ کسی طریقہ سے بجھانے کی کوشش کرتا ۔ چنانچہ کبھی عالم بالا کے جگمگاتے ستاروں کو رب کہا گیا ۔ اور کبھی آفتاب و ماہتاب کے سامنے پیشانی جھکائی گئی ۔ کبھی اس کائنات میں اپنی بے تابیوں کا علاج ڈھونڈا ۔ تو پہاڑوں کی چوٹیاں اس کی معبود بن گئیں ۔ اور دریاؤں کی موجوں پر اس نے تکیہ کیا ۔ حد تو یہ ہے کہ اللہ کے نام کا انکار کرنے والے ہی اس فطری تقاضا کو نہ مٹا سکے ۔ اور عاجزی و درماندگی و آداب و بندگی کے جو اعمال خالق سے متعلق ہیں ۔ خود اپنے جیسے انسانوں سے وابستہ کر لئے ۔ اشتراکی نظریہ میں خدا کا تصور گیا تو لینن اور اسٹالن کی عقیدت سے یہ خلا پر کرنا پڑا ۔ چند سال ہوئے " قومی آواز " لکھنؤ میں جرمنی کے مشہور پروٹسٹنٹ چرچ لیڈر پاسٹر نی موئلر کا ایک بیان شائع ہوا جس میں موصوف نے اپنے روس کے دورے کے تاثرات و مشاہدات بیان کئے ہیں ۔ اس کے دو فقرے یہ ہیں ۔ " اندازاً ، اس وقت روس کی ۶۵ فی صد آبادی گرجا گھروں سے متعلق ہے " ۔ اس وقت خود ماسکو میں ۶۶ گرجا گھر موجود ہیں اور اس کے علاوہ پورے سوویت یونین میں ۲۰ ہزار گرجا گھر قائم ہیں ۔ قومی آواز ۸ر جنوری ۱۹۵۳ء ۔ یہ بیان عالمی چرچ کونسل کی سنٹرل کمیٹی کے سامنے دیا گیا تھا ۔ اس سے آپ اندازہ فرما سکتے ہیں ۔ کہ فطرت کا مقابلہ کتنا مشکل ہوتا ہے ۔ اگر غور کیا جائے تو خود ہمارا انسانی وجود اللہ کی ہستی پر ناطق دلیل ہے ۔ ہم پر ایک زمانہ وہ تھا ۔ جبکہ ہم پردۂ عدم میں تھے ۔ اور دنیا میں نہیں آئے تھے اور پھر ایک ایسا زمانہ آ رہا ہے ۔ جبکہ ہم نے نیست و نابود ہو جانا ہے تو ہمارا وجود دو عدموں کے درمیان ایسا گھرا ہوا ہے ۔ جیسے زمین کی روشنی دو راتوں کے درمیان محصور ہے ۔ روشنی کی یہ آمد و رفت باآواز بلند کہہ رہی ہے کہ وہ زمین کی اپنی چیز نہیں بلکہ کسی اور کا عطیہ اور فیضان ہے ۔ جبھی وہ ایک وقت میں زائل بھی ہو جاتی ہے ۔ یونہی آمد و رفت بھی اس حقیقت کی دلیل ہے ۔ کہ کائنات میں بسنے والوں کا وجود اپنا نہیں کسی کا عطا کردہ ہے ورنہ اس پر زوال اور عدم کبھی نہ آتا ۔ پھر جس طرح زمین کی روشنی آفتاب کا فیض ہے ۔ جو بہ روشن ہے ۔ یا پانی کی حرارت آگ کا اثر ہے

جس میں ہر وقت تپش ہے۔ اسی طرح ہمارا وجود بھی کسی ایسی ہستی ذات رب العالمین کے سوا اور کوئی نہیں پیدا کر سکتی۔ قرآن حکیم کی اس آیت میں اسی طرف اشارہ ہے

كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَكُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝

ترجمہ! تم اللہ کا کیسے انکار کرتے ہو جبکہ اُس نے تمہیں عدم سے وجود بخشا۔ پھر تمہیں مارے گا اور پھر زندگی دے کر اپنے پاس بلائے گا

(تقریر دلپذیر حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ) انسانوں کی فطرت اگر بالکل مسخ ہو جائے تو اس کائنات کے پیدا کرنے والی ہستی کا مسئلہ ان کے لئے ایسا فطری اور بدیہی ہے جیسا کہ اپنے وجود اور اپنی ہستی کا مسئلہ، بلکہ بسا اوقات تو ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ بظاہر انکار کرنے والوں کو جب ٹٹولا گیا تو اندازہ ہوا کہ ان کے دل کے کسی گوشہ میں بھی خدا کی ہستی کا اقرار چھپا ہوا موجود ہے اور غالباً یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں جن مختلف انبیاء علیہم السلام کی دعوت و تبلیغ کا ذکر آیا ہے۔ تو ان کی تعلیم میں توحید کا ذکر اور شرک کی تردید تو بہت ملتی ہے مگر ہستی باری تعالےٰ کے منوانے پر زیادہ زور نہیں ملتا۔ خود قرآن مجید نے ہستی باری تعالیٰ پر اشارات تو فرمائے۔ مگر توحید پر جتنا زور دیا۔ اور جس صراحت کے ساتھ دلائل بیان کئے وہ رنگ اس مسئلہ میں نظر نہیں آتا۔ اور اس کی بڑی وجہ اس کا فطری اور بدیہی ہونا ہے گویا اس مسئلہ کا انکار کرنا اپنی ہی فطرت اور عقل سے کشتی لڑنا ہے

البتہ توحید کا مسئلہ ایسا ہے۔ جس میں بہت سی قومیں گمراہ ہوئیں۔ اور اسی لئے تمام انبیاء علیہم السلام کی دعوت اور تعلیم کا یہ خاص موضوع رہا ہے۔ بالخصوص قرآن وسنت میں تو اس کی ایسی تفصیل کی گئی ہے۔ کہ کوئی گوشہ نہیں چھوڑا گیا ہے۔ قرآن وسنت میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس کو سمجھنے کے لئے اس بات کا جاننا ضروری ہے کہ توحید کو چھوڑنے اور مقابلتاً شرک کے اختیار کرنے کی وجہ جو بہت نمایاں نظر آتی ہے۔ وہ ان اقوام کا اللہ کی صفات سے ناواقف ہونا ہے۔ ورنہ جو شخص صفات باری تعالےٰ کو صحیح طور جان لے اس سے کبھی شرک نہیں ہو سکتا۔ اور نہ دامن توحید اس کے ہاتھوں سے چھوٹ سکتا ہے۔ مثلاً جو شخص یہ یقین رکھتا ہے۔ کہ اللہ ہی پیدا کرتا اور مارتا ہے۔ وہی رزق اور اولاد دیتا ہے۔ اللہ ہی تندرست اور بیمار کرتا ہے۔ اللہ ہی امیر یا غریب بناتا ہے۔ غرض اس دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے۔ وہ سب اللہ کے حکم اور اس کے کرنے سے ہی ہوتا ہے۔ سب اس کے محتاج ہیں مگر وہ کسی کا محتاج نہیں تو جو شخص اللہ کی ان صفات پر یقین رکھتا ہو۔ کس طرح ممکن ہے کہ وہ ایسی ہستی کو ان صفات کے ساتھ مان کر کسی اور کی عبادت کرے گا۔ یا کسی اور سے حاجات طلب کرے گا۔ یا کسی اور کو راضی اور خوش کرنے کے لئے نذریں اور منتیں مانے گا۔ بیانِ توحید کا قرآنی طریقہ تقریباً یہی ہے کہ صفات باری تعالیٰ کو تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے۔ تاکہ بندے یہ جان لیں کہ جب اللہ کی شان ایسی ہے اور اس میں یہ صفات موجود ہیں۔ تو بس وہی بندگی اور عبادت کے لائق ہے۔ قرآن مجید کی سورۂ اخلاص جسے ہر روز ہم نماز میں پڑھتے ہیں۔ اگر آپ غور فرمائیں گے۔ تو بیان توحید کی جھلک صاف نظر آئے گی۔

پہلے واحد ہونا یعنی وحدانیت بیان فرمائی

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ۔ یعنی اقرار کرو کہ وہ اللہ ایک ہے یکتا ہے۔ اس کے بعد صفات بیان فرمائیں

اللَّهُ الصَّمَدُ ۝ یعنی اللہ بے نیاز ہے وہ کسی کا محتاج نہیں اور ہر ذرہ کائنات اس کا محتاج ہے۔

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝ نہ کوئی اس کی اولاد اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔

وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝ اور کوئی اس کے برابر و ہمسر نہیں۔

ان صفات کے جاننے کے بعد آدمی خود اس نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے کہ خدا اور معبود و مستعان بننے کے لائق صرف یہی ذات ہو سکتی ہے جو کسی کی محتاج نہیں۔ سب اس کے محتاج ہیں نہ کوئی اس کی جنس ہے نہ کوئی اس کے برابر اور ہمسر ہے۔ پس آپ نے دیکھ لیا کہ اسلامی توحید کس قدر دلنشیں واضح اور صاف ہے اور یہ امر یقینی ہے کہ فکری آوارگی سے بچاؤ کے لئے اس عقیدہ سے بڑھ کر اور کوئی عقیدہ نہیں ہو سکتا۔ جب کوئی شخص توحید کو دل سے قبول کر لیتا ہے۔ تو اس پر خود بخود یہ امر لازم ہو جاتا ہے کہ وہ جانوروں کی طرح من مانی زندگی نہ گزارے۔ بلکہ اللہ کی بندگی اس کی شکر گزاری اور فرمانبرداری والی زندگی گزارے۔ اس کی رحمتوں کا مستحق بنے اور اس کے غضب سے بچے

اب یہ سوال پیدا ہوگا کہ کس طرح کی زندگی سے اللہ راضی ہوتے ہیں۔ اور کس نوع کی زندگی سے ناراض ہوتے ہیں۔ اور ان کی رضا وغیرہ کو ہم خود اپنے طور پر معلوم کر سکتے ہیں؟۔ اس سوال کا جواب ہم عقیدۂ رسالت کے عنوان سے ذکر کرتے ہیں۔

بقیہ:۔ سلام اور اس کے آداب

دوسرے کو السلام علیکم یا وعلیکم السلام کہے چاہے ملنے والا یا جواب دینے والا اکیلا ہو لیکن اس کے ساتھ فرشتے ضرور ہیں۔ جمع کا صیغہ استعمال کرنے سے فرشتوں کو بھی سلام پہنچتا ہے

(۲) سلام کے لئے امارت و غربت کی کوئی تفریق نہیں۔ صرف مسلمان ہونا چاہیئے۔ سلام اور اس کا جواب یعنی السلام علیکم اور وعلیکم السلام امیر و غریب سب کے لئے یکساں ہے۔

(۳) سلام جو شخص متصل ہو۔ اس پر واجب ہے اور سلام کا جواب دینا مخاطب پر فرض ہے سلام کرنے سے زیادہ ثواب جواب دینے والے کو ملتا ہے اس کی وجہ ادائے واجب و فرض عیاں ہے۔

(۴) کھڑا ہوا شخص بیٹھے ہوئے کو سلام کرے

(۵) سوار پیادے کو سلام کرے

(۶) چلنے والا بیٹھنے والے کو سلام کرے

(۷) چھوٹا اپنے بڑوں کو سلام کرے

(۸) پیچھے سے آنے والا اپنے سے آگے جانے والے کو سلام کرے

(۹) اگر کئی شخص اکٹھے جا رہے ہوں۔ ان میں سے ایک شخص سلام کرے۔ سب کی طرف سے کافی ہے اسی طرح جواب بھی درست ہے

(۱۰) مسلمان عورتوں کو بھی سلام کرنا چاہیئے۔ ان کے واسطے مؤنث کی ضمیر استعمال ہو۔ مسلمان عورتوں کے سلام میں اختلاف ہے۔ رسول اللہ صلعم نے بجائے زبان کے ہاتھ کے اشارہ سے سلام کیا ہے۔ اسی پر سب کا اتفاق ہے

(۱۱) جب کوئی شخص کسی کا سلام لائے تو یوں کہنا چاہیئے۔ علیک وعلیہ السلام۔ تاکہ سلام لانے والے کو بھی ثواب مل جائے۔

(۱۲)۔ قبرستان میں مسلمان مردوں کو السلام علیکم یا اھل القبور من المؤمنین والمؤمنات کہہ کر سلام کرنا چاہیئے۔

(۱۳) کفار اور مشرکین کو خواہ وہ کسی حیثیت یا درجہ کے ہوں۔ سلام میں ابتداء درست نہیں اور ان کا جواب بھی وعلیکم ہے۔ لفظ سلام شامل نہ کرنا چاہیئے۔ کہ گناہ ہوگا

(۱۴) آداب عرض، نمستے، گڈ مارننگ، تسلیمات وغیرہ الفاظ سے سلام کرنا ناجائز ہے۔ بلکہ گناہ ہے۔ کیونکہ یہ الفاظ کفار کی تسلیم کے ہیں

(۱۵) سلام کرنے کے لئے ہاتھ اٹھا کر ماتھے پر

خطرے کا بگل

منہاج سابق ڈیوڈ منہاس لاہور

مسیحی طوفان کی زبر دست لہرنے پاکستان کو اپنی لپیٹ میں لے لیا، لاکھوں مسلمان مایا کے بڑے بڑے پتھروں سے ٹکرا کر ہلاک (مرتد) اور سیاہ حسن کے قبرستان میں دفن ہو چکے ہیں۔ کروڑوں مسلمان بچوں کو جدید تعلیم کے نام پر بُت تثلیث کی بھینٹ چڑھایا جا رہا ہے صلیب کے پجاری، دنیائے اسلام کی سب سے بڑی مملکت پاکستان کو مسیحستان بنانے کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ اسی عظیم خطرہ کے پیش نظر مسلمانوں کو بیدار کرنے کے لئے خطرے کا بگل بجایا جا رہا ہے۔ کاش کہ اس بگل کی آواز ہر فردِ مسلم کے کان میں پڑے (منہاج)

پاکستانی مسیحی کلیساؤں میں اکثریت ان پادریوں ملشٹروں، منادوں اور مبلغوں کی ہے جو مایہ کی جھنکار اور سیاہ چمکتی ہوئی حسیناؤں کی نازک اداؤں کی کشش سے کھچے ہوئے عیسائیت کے بھنور میں مرتد ہو کر غرق ہو جاتے ہیں۔ لیکن ان لوگوں کو عیسائیت میں اپنی محبوب اشیاء جس کے لئے وہ عیسائی ہوئے تھے۔ دولت اور عورت حاصل کرنے کے لئے مسیحی اسقف حضرات کے معیار پر اترنا پڑتا ہے۔ مسیحی اکابرین ان زرخرید نام نہاد سچائی اور نجات یافتہ لوگوں سے جو کام لیتے ہیں وہ یہ ہے کہ اسلام اور ھادی اسلام ختم المرسل جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر کیچڑ اچھالنا اور سادہ لوح دیہاتی مسلمانوں کو گمراہ کرنے اور بے دین جاہل اور گنوار قسم کے عیسائی عوام کو اور مضبوطی کے ساتھ ظلمت کے بندھن میں جکڑنے کے لئے اپنے عیسائی ہونے کے اسباب میں عجیب و غریب من گھڑت قصے اور کہانیاں بنا بنا کر لوگوں کو سناتا ہے

اس پر قناعت نہیں کی گئی بلکہ جدید تعلیم یافتہ، دین سے بے خبر ہمارے نوجوان طبقہ کو مزید گمراہ کرنے کے لئے انگریزی، اردو اور بنگالی میں کتابوں کے انبار کے انبار لکھ کر اسلامی تعلیمات، اسلامی عقائد، اور تاریخ اسلام کو بگاڑ بگاڑ کر ناقابل قبول انداز میں پیش کیا جا رہا ہے۔ ان کتابوں کی اکثریت، پاکستان ہی میں چھپ کر بڑے سستے داموں بکتی ہے جن میں اہل مسجد، مرأۃ الحق، محمد عربی، ہمارا قرآن مینارۂ حق، مرأۃ الصدق وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ اگر ان کتب میں سے کسی ایک کا صرف ایک باب ہی کسی مجمعِ عام میں پڑھ کر سنایا جائے تو بیقینِ کامل ہے کہ امن بحال کرنے کے لئے حکومتِ پاکستان کی مشینری حرکت میں آ جائے گی۔ کاش کہ نعرہ باز دیندار افراد عاشقانِ رسول بزرگ فرقہ وارانہ اور چٹپٹے دار تقریریں کر کے اسلامی اخوت کو پارہ پارہ کرنے کی بجائے اس طرف توجہ دیں۔

پاکستان میں مسیحی تبلیغی مشن کو اور زیادہ فروغ دینے اور پاکستانی امرار اور وزرار کی آنکھوں میں دھول ڈالنے کے لئے ہمدردی اور دوستی کا ثبوت دینے کی غرض سے پاکستان کے مفلس وقلاش، دین سے ناواقف مسلمانوں میں خشک دودھ گندم گھی اور غلاظت سے اٹے ہوئے پرانے کپڑے تقسیم کر کے انہیں عیسائیت کے حلقہ میں داخل کرنے کی مزموم اور ناپاک کوشش کی جا رہی ہے۔ چنانچہ اخبارات کی اطلاع کے مطابق پاکستان کی اس چودہ سالہ زندگی میں ساڑھے تین لاکھ سے زائد مسلمانوں کو مرتد کر کے عیسائی بنایا جا چکا ہے۔ سو مزید مسلمانوں کو مرتد کرنے کا کام بدستور ترقی پذیر ہے۔ اگر بروقت مسحیت کے اس زبر دست اور خطرناک پھیلاؤ کی طرف توجہ نہ دی گئی تو غلب ہے کہ عیسائیوں کی یہی تعداد چند سالوں میں بیس لاکھ سے تجاوز کرتی ہوئی چالیس پچاس لاکھ کے قریب ہو جائے گی اور پھر بقول حضرت شیخ التفسیر رحمتہ اللہ علیہ یہ لوگ مسیحی صوبہ کا مطالبہ کریں گے جس طرح کہ بھارت سے اب سکھ ایک آزاد صوبہ کے طلب گار ہیں۔

اور جب ان نامختون عیسائیوں کی اکثریت اور مسلمانوں کی اقلیت ہو جائے گی تو یہ الیکشن لڑ کر حکومت لے جائیں گے اور پھر پاکستان کے سات کروڑ مسلمان باشندوں کا حشر اسپین (جہاں مسلمانوں کی سات سو سال حکومت رہی اور درس و تدریس کا ایک زبر دست مرکز تھا لیکن اب وہاں مسلمان نام کا بھی کوئی فرد نہیں) کے مسلمانوں کے انجام سے کم نہ ہوگا

کاش کہ وہ وقت آنے سے قبل جس کے تصور سے روح لرزا ٹھتی ہے۔ ہمارے حکام اور اکابرین اس بات پر غور کریں کہ جو قوم اپنے قادرِ مطلق خدا کے اکلوتے بیٹے کو (جبکہ یہودے اسکریوتی جوان بارہ میں سے جو مسیح کے شاگرد تھے ایک تھا، کاہنوں کے پاس گیا تاکہ مسیح کو ان کے حوالہ کرے اور انہوں نے اسے تیس روپے دینے کا وعدہ کیا (مرقس باب ۱۴ : ۱۰) تیس روپے میں فروخت کر چکی ہے۔ وہ ان سے کب ہمدردی کر سکتی ہے۔ اور جس قوم کا بنیادی اصول (ہم کیوں برائی نہ کریں تاکہ بھلائی پیدا ہو۔ رومیوں ۳ : ۸) یہ ہو، وہ کب ہمارے ملک میں امن بحال کر سکتی ہے۔

مشنری سکول اور کالج

پاکستان میں خدمت خلق کے نام پر مشنریوں نے اسکولوں، ہسپتالوں اور کالجوں کے ذریعہ سے تبلیغی سرگرمیوں کو نمایاں ترقی دی ہے علاوہ ازیں اس خدمت خلق کی جس کے نام پر سکول اور کالج چل رہے ہیں، قیمت وہ مسلمانوں سے دو صورتوں میں اس انداز سے حاصل کر رہے ہیں کہ پاکستان کی جڑیں بھی کھوکھلی ہو جائیں۔ اور کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہو۔

(۱)۔ مشنری سکولوں میں پانچ سالہ مسلمان لڑکے اور لڑکیوں کو ترجیح دی جاتی ہے۔ ان معصوم اور نادان بچوں کو اسلامی تعلیم کی جگہ نظموں، گیتوں قصے کہانیوں اور ڈراموں کے ذریعہ سے جدید تعلیم کے بہانے مسیحی اصول عبادات اور اخلاق سکھایا جاتا ہے۔ یہ بچے جوان ہو کر ظاہری اور نام کے مسلمان لیکن باطنی طور پر ذہنی عیسائی بن جاتے ہیں۔ انہی مشنریوں کے مسلمان شاگردوں کی اکثریت مسیحیت کے ظاہری اور رسمی اخلاق سے بُری طرح متاثر ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہمارا نوجوان طبقہ بڑی تعداد میں اسلام کے لئے بدنما داغ بنا ہوا ہے

اسی طرح وہ مسلمان لڑکیاں جو آپ کے سامنے ہیں۔ اور انہی مسیحی سکولوں میں پروان چڑھی ہیں ان کا بے حیا اور کمینہ کردار پوشیدہ راز نہیں بلکہ منظر عام ہے۔ افسوس کہ وہ مسلمان لڑکی کو جس کا اٹھا ہوا گھونگھٹ دیوار تک نے کبھی نہ دیکھا تھا آج یہی مسلمان لڑکی جدید تعلیم یافتہ بن کر کین کین پہنے اور شلواریں اتارے بر سر عام نظر آتی ہے۔ وہ مسلمان عورت جو اپنی عزت اور آبرو کے لئے تن من اور سر دھڑ کی بازی لگا دیا کرتی تھی آج یہی جدید تعلیم یافتہ مسلمان عورت عصمت لٹانے کو اپنا پیدائشی حق سمجھتی ہے واقعی یہ ایک عمدہ اور بہترین قیمت ہے جو خداوند

باقی ص۱۳

دنیاوی امور میں ہوشیاری اور آخرت سے لاپرواہی

جناب محمد شفیع عمر الدین میرپور خاص

ایک بہت بڑے سرمایہ دار (قارون) کو جو بہترین نصیحت کی گئی تھی وہ یہ ہے

وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ ۖ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا ۖ وَأَحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ ۖ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ○ (القصص آیت ۷۷)

ترجمہ! اور جو کچھ تجھے اللہ نے دیا ہے اس سے آخرت کا گھر حاصل کر۔ اور اپنا حصہ دنیا میں سے نہ بھول اور بھلائی کر جس طرح تیرے ساتھ اللہ نے بھلائی کی ہے اور ملک میں فساد کا خواہاں نہ ہو۔ بے شک اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا

"خرابی نہ ڈال یعنی حضرت موسےٰ (علیہ السلام) سے ضد نہ کر۔ اور اپنا حصہ نہ بھول دنیا سے یعنی جتنے موافق لکھا ہے۔ اور زیادہ مال سے آخرت کما۔" (موضح القرآن)

اس نصیحت پر عمل کرکے ہم بھی دنیا اور آخرت کی سرخروئی حاصل کر سکتے ہیں

مگر

افسوس اکثریت کی یہ حالت ہے کہ صرف ظاہری زندگی کی زیب و زینت پر فریفتہ ہو جاتی ہے اور آخرت سے بالکل بے خبر ہو جاتی ہے

يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غَافِلُونَ ○

(الروم آیت ۷)

ترجمہ :۔ دنیا کی زندگی کی ظاہر باتیں جانتے ہیں ۔ اور وہ آخرت سے غافل ہی ہیں۔

یعنی

ظاہر دنیا میں جس کا غلبہ دیکھیں، کہیں اللہ اسی پر خوش ہے۔" (موضح القرآن)

"یہ لوگ صرف دنیوی زندگانی کی ظاہر حالت کو جانتے ہیں ۔ اور یہ لوگ آخرت سے بالکل بے خبر ہیں کہ وہاں کیا ہوگا ۔ اس لئے ان کو نہ اسباب عقوبت سے کہ کفر و انکار ہے اندیشہ ہے ۔ نہ اسباب نجات کی، کہ تصدیق و ایمان ہے فکر ہے (بیان القرآن)

حضرت ابن کثیرؒ فرماتے ہیں

"یعنی اکثر لوگ دنیا حاصل کرنے کا علم دنیاوی کسب و ہنر اور دنیا کے امور کے سوا اور کچھ نہیں جانتے ۔ ان کی ساری تگ و دو دنیاوی اشیاء کے علوم اور کسب حاصل کرنے میں صرف ہوتی ہے۔

مگر

دینی امور اور آخرت کے فائدوں سے یکسر غافل ہیں ۔ یوں سمجھئے کہ ان کا ذہن اور فکر آخرت کے فکر سے غافل ہے

حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ خدا کی قسم یہ لوگ دنیا میں اس قدر ہوشیار ہیں کہ انہیں اگر دنیاوی درہم ملے تو ہاتھ میں لیتے ہی اس کا کھرا کھوٹا ہونا اور وزن پہچان لیتے ہیں ۔ مگر (آخرت میں کام آنے والے امور کا یہ حال ہے کہ) کہ نماز بھی اچھی طرح نہیں پڑھ سکتے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں یہ کفار ہیں جو دنیا کی نشیب و فراز کا تو بخوبی علم رکھتے ہیں مگر دینی امور سے جاہل رہتے ہیں۔"

حاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ

"یہ لوگ دنیوی زندگی کی ظاہر سطح کو جانتے ہیں ۔ یہاں کی آسائش و آرام، کھانا، پینا، اوڑھنا بونا، جوتنا، پیسہ کمانا، مزے اڑانا ۔ بس یہی ان کے علم و تحقیق کی انتہائی جولانگاہ ہے ۔ اس کی خبر نہیں کہ اس زندگی کی تہہ میں ایک دوسری زندگی کا راز چھپا ہوا ہے ۔ جہاں پہنچ کر اس دنیوی زندگی کے بھلے برے نتائج سامنے آئیں گے

ضروری نہیں کہ جو شخص یہاں خوشحال نظر آتا ہے وہاں بھی خوشحال رہے، بھلا آخرت کا معاملہ تو دور ہے یہیں دیکھ لو کہ ایک شخص یا ایک قوم کبھی دنیا میں عروج حاصل کر لیتی ہے لیکن اس کا آخری انجام ذلت و ناکامی کے سوا کچھ نہیں ہوتا ۔"

دنیاوی زندگی کی حقیقت

دنیاوی زندگی پر مرمٹنے والو! آخرت کو فراموش کرنے والو! خوب سن لو۔

وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ○

(الحدید آیت ۲۰)

ترجمہ! اور دنیا کی زندگی سوائے دھوکے کے اسباب کے اور کیا رکھا ہے۔

آخرت کی زندگی

دنیا کی زندگی کی حقیقت تو تم نے سن لی اب آخرت کی زندگی کی حقیقت بھی سن لو۔

(۱) وَمَا هَٰذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَهْوٌ وَلَعِبٌ ۚ وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ○

(العنکبوت ۔ آیت ۶۴)

ترجمہ :۔ یہ دنیا کی زندگی تو صرف کھیل اور تماشہ ہے اور اصل زندگی عالم آخرت کی زندگی ہے ۔ کاش وہ سمجھتے۔

یعنی

آدمی کو چاہیئے یہاں کی چند روزہ زندگی سے زیادہ آخرت کی فکر کرے ۔ کہ اصلی اور دائمی زندگی وہی ہے ۔ دنیا کے کھیل تماشے میں غرق ہو کر عاقبت کو بھول نہ بیٹھے ۔ بلکہ یہاں رہ کر وہاں کی تیاری اور سفر آخرت کے لئے توشہ درست کرے (حضرت مولانا عثمانیؒ)

حدیث :۔ عن ابو ہریرہؓ، درہم و دینار کے بندہ پر لعنت کی گئی ہے (مشکوٰۃ باب الرقاق)

یعنی

جو شخص آخرت کو فراموش کر دے ۔ اور دنیا کی محبت میں گرفتار رہے ۔ اعمال صالحہ نہ بجالائے وہ گویا دنیا کا بندہ ہے ۔ اور اس پر لعنت ہے ۔ یعنی وہ اللہ تعالےٰ کی رحمت سے دور ہے

حدیث :۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوریئے پر سوئے ۔ سو کر اٹھے تو آپؐ کے جسم مبارک پر بوریئے کے نشان تھے ۔ حضرت ابن مسعودؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ ہمیں حکم دے دیتے تو ہم آپ کے لئے فرش بنا دیتے ۔ آپؐ نے فرمایا مجھے دنیا سے کیا مطلب ۔ میری اور دنیا کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کوئی سوار کسی درخت کے نیچے کھڑا ہو کر سایہ سے فائدہ اٹھا لے اور پھر چل دے اور درخت کو اسی جگہ چھوڑ جائے ۔ (مشکوٰۃ)

لہذا

بندے کو آخرت کا طالب بننا چاہیئے سوار کی طرح دنیا میں ٹھہرنا تھوڑے وقت کے لئے ہے ۔ اس جگہ کی فکر کرے جدھر ہمیشہ ٹھہرنا ہے ۔

حدیث:- حضرت ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدمی مرتا ہے تو فرشتے پوچھتے ہیں کہ اس نے آخرت میں کیا بھیجا ہے ؟ اور لوگ یہ کہتے ہیں، کہ اس نے کیا چھوڑا ؟ (مشکوٰۃ)

یعنی

آدمی کے مرنے کے بعد فرشتوں کی نظر اس کے نیک اعمال پر ہے - اور لوگوں کی نظر اس کے پیچھے چھوڑے ہوئے مال پر ہے - پس بندے کو چاہیئے کہ نیک اعمال بجالائے تاکہ آخرت کا توشہ بنے۔

(۲) قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ ج وَالْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰی تف (النساء آیت ۷۷)

ترجمہ! ان سے کہہ دو دنیا کا فائدہ تھوڑا ہے - اور آخرت پرہیزگاروں کے لئے بہتر ہے ۔

دنیا کی نعمتیں آخرت کے مقابلہ میں ہیچ ہیں

(۱) اَللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ ط وَفَرِحُوْا بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ط وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا ط لَا مَتَاعٌ ہ

(الرعد آیت ۲۶)

ترجمہ! اللہ ہی جس کے لئے چاہتا ہے روزی فراخ اور تنگ کرتا ہے - اور دنیا کی زندگی پر خوش ہیں - اور دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ میں کچھ نہیں مگر تھوڑا اسباب

(۲) فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَھُمْ مِّنْ قُرَّۃِ اَعْیُنٍ ج جَزَآءً م بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ہ

(السجدہ آیت ۱۷)

ترجمہ! پھر کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان کے عمل کے بدلہ میں ان کی آنکھوں کی کیا ٹھنڈک چھپا رکھی ہے۔

حاشیہ حضرت مولانا عثمانیؒ

جس طرح راتوں کی تاریکی میں لوگوں سے چھپ کر انہوں (ایمانداروں) نے بے ریا عبادت کی، اس کے بدلے میں اللہ تعالےٰ نے جو نعمتیں چھپا رکھی ہیں- ان کی پوری کیفیت کسی کو معلوم نہیں جس وقت دیکھیں گے آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی - حدیث میں ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے جنت میں وہ چیز چھپا رکھی ہے جو نہ آنکھوں نے دیکھی نہ کانوں نے سنی نہ کسی بشر کے دل میں گزری ....."

حدیث:- حضرت انس رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اہل دوزخ میں سے جو دنیا میں آسودہ تر اور خوش عیش تر تھا، کو لایا جائے گا - اسے دوزخ میں ایک بار غوطہ دیا جائے گا، پھر اسے پوچھا جائے گا اے آدم کے بیٹے! کیا تو نے کبھی دنیا میں آرام دیکھا تھا؟ کیا تجھ پر کبھی چین گزرا تھا ؟ تو وہ کہے گا - اے میرے رب خدا کی قسم کبھی نہیں - اور اہل جنت میں سے، جو شخص دنیا میں سب لوگوں سے سخت تر تکلیف میں رہا ہو گا کو لایا جائے گا - پھر اس سے پوچھا جائے گا کہ اے ابن آدم! تو نے (دنیا میں) کبھی تکلیف بھی دیکھی تھی ؟ کیا تجھ پر کبھی شدت و رنج بھی گزرا تھا؟ تو وہ کہے گا - خدا کی قسم مجھے تو کبھی کوئی تکلیف نہ آئی اور نہ میں نے کبھی کوئی شدت اور سختی دیکھی ۔

(ف) یعنی دنیا کا آرام دوزخ کی شدت کے روبرو بالکل بھول جائے گا - اگرچہ دنیا میں اس نے سلطنت کی ہو۔

اور

بہشت کے چین و آرام کے روبرو دنیا کی تکلیف ہرگز یاد نہ آئے گی اگر ساری عمر بیماری اور فاقہ کشی میں گزری ہو

(مشارق الانوار بحوالہ مسلم)

پس ہمیں چاہیئے کہ آخرت کا ہر لحظ خیال رکھیں - دنیا میں مستغرق ہوکر آخرت برباد نہ کرلیں فَنِعْمَ اَجْرُ الْعَامِلِیْنَ ہ

(الزمر، آیت ۷۴)

ترجمہ! پھر کیا خوب بدلہ ہے عمل کرنے والوں کا -

لہٰذا ہمیں نیک اعمال بجالاتے رہنا چاہیئے

دُعا

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ہ البقرۃ آیت ۲۰۱)

ترجمہ! اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں نیکی اور آخرت میں بھی نیکی دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

(آمین یا الٰہ العالمین)

قرآن مجید
ترجمہ از شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحبؒ
حاشیہ پر مکمل تفسیر عثمانی
از شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ
بڑی تقطیع، صفحہ کا طول ۱۵ عرض ۱۰ جلی قلم
عکسی طباعت - ہدیہ ... میں روپیہ ... پیسہ ... روپیہ
نمونہ کے صفحے مفت منگوا کر ملاحظہ کیجئے
تاج کمپنی لمیٹڈ، ڈاکخانہ تاج کمپنی پوسٹ بکس ۵۳۰ کراچی

شیخ التفسیر نمبر ۶۳ء

شیخ التفسیرؒ نمبر کے چند پرچے دفتر میں باقی ہیں، جن حضرات کو ضرورت ہوں تو فی نسخہ ۸ر آنے بذریعہ ڈاک ٹکٹ بھیج کر دفتر سے طلب کر سکتے ہیں۔

عنوانات

۱- حضرت شیخ التفسیرؒ کا درس حکمت ولی اللّٰہی
۲- حضرت شیخ کا توکل
۳- مبارک ہستی کا مبارک ذکر
۴- چند سبق آموز واقعات
۵- احمد علی اسلام کا درخشندہ ستارہ
۶- قطب زماں حضرت لاہوریؒ
۷- ہدیہ عقیدت (۸) حضرت شیخ التفسیرؒ کا منہاج
۹- مکتوبات گرامی
۱۰- حق و صداقت کے پیکر
۱۱- نسب نامہ حریت اور شجرہ علمی
۱۲- شجرۂ خاندان عالیہ قادریہ راشدیہ
۱۳- شیخ التفسیرؒ کے اہل و عیال
۱۴- شیخ التفسیر کی مقناطیسی کشش
۱۵- آخری خطاب
۱۶- باتیں ان کی یاد رہیں گی
۱۷- کمالات شیخ المشائخ
۱۸- صدیق دوراں سے آخری ملاقات
۱۹- مرشد کامل کے زریں اصول
۲۰- شیخ التفسیر کی آواز
۲۱- تذکار الشیخ
۲۲- شیخ التفسیرؒ کی مہمان نوازی وغیرہ

بقیہ:- خطرے کا بگل

یسوع کے نامختون سپاہی خدمت خلق کے نام پر ہماری غفلت کے باعث ہم سے وصول کر رہے ہیں - مجھے افسوس نامختون عیسائیوں پر نہیں - جو مسلمانوں کو دھوکہ دے کر اپنا الو سیدھا کر رہے ہیں - بلکہ مجھے تو ان مسلمانوں پر افسوس ہے کہ جنہوں نے اپنی اولاد کو جنا، خون اور پسینے کی کمائی سے اس کی پرورش کی اور صرف چند روزہ مادی ترقی کے لئے جو درحقیقت پستی ہے اپنے ان قابل رحم بچوں کو عیسائیوں کے حوالے کر کے ہمیشہ کے لئے ان کو جہنم کا وارث بنا دیا اور خود جہنم کے مالک بن گئے - خداوند تعالےٰ اس مصیبت سے مسلمانوں کو رہائی دے ـــ آمین

★

(باقی باقی)

سلام اور اس کے آداب

ڈاکٹر محمد فصیح الدین عارف فاروقی

سلام کرنا حضرت آدم علیہ السلام کی سنت ہے

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہ فخر دو عالم حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

خلق اللہ آدم و طولہ ستون ذراعا ثم قال اذھب فسلم علی اولئک من الملائکۃ فاستمع ما یحیونک فانھا تحیتک و تحیۃ ذریتک فقال السلام علیکم فقالو السلام علیک و رحمۃ اللہ ط

یعنی اللہ تعالٰے نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان کا قد ساٹھ ہاتھ تھا۔ پھر رب العزت نے حکم دیا کہ جا اور فرشتوں کو سلام کر۔ پھر سن وہ اس کے جواب میں کیا کہتے ہیں۔ سو وہی سلام اور جواب تیرا اور تیری اولاد کا ہے۔ آدمؑ گئے اور فرشتوں سے کہا السلام علیکم انہوں نے سن کر جواب دیا السلام علیکم ورحمۃ اللہ

(بخاری شریف)

اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا۔ کہ دوسرے کو سلام کرنا حضرت آدم علیہ السلام کی سنت ہے۔ کہ انہوں نے اللہ رب العزت کے حکم سے فرشتوں کو سلام کیا۔ اور جواب اچھا پایا۔ ہمیں لازم ہے کہ جب باہم ملیں۔ ابتدا سلام سے کریں

سلام کرنا واجب ہے

قولہ تعالیٰ:۔ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ تَحِیَّۃً مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ مُبٰرَکَۃً طَیِّبَۃً ط کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ ۵

(النور آیت ۶۱)

ترجمہ! پھر جب کبھی جانے لگو گھروں میں تو سلام کہو اپنے لوگوں پر۔ نیک دعا ہے۔ اللہ کے یہاں سے برکت والی ستھری، یوں کھولتا ہے اللہ تمہارے آگے اپنی باتیں تاکہ تم سمجھ لو (شیخ الہند)

حاشیہ شیخ الاسلامؒ:۔ کیونکہ اس سے بہتر کوئی دعا نہیں۔ جو لوگ اس کو چھوڑ کر اور الفاظ گھڑتے ہیں۔ اللہ کی تجویز سے ان کی تجویز بہتر نہیں ہو سکتی۔

سلام کرنا باہمی محبت کا ذریعہ ہے

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

والذی نفسی بیدہٖ لا تدخلون الجنۃ حتی تومنوا ولا تؤمنون حتی تحابوا۔ افلا ادلکم علی عمل اذا عملتموہ تحاببتم قالوا بلی یا رسول اللہ قال افشوا السلام بینکم۔

یعنی قسم ہے۔ اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ تم جنت میں داخل نہ ہوگے۔ جب تک ایمان نہ لاؤ۔ اور مومن نہ ہوگے۔ جب تک باہم محبت نہ کرو۔ کیا تمہیں وہ عمل بتاؤں۔ کہ جب تم اسے کرو۔ تو تم میں محبت بڑھ جائے۔ وہ یہ کہ آپس میں سلام کیا کرو۔

(مسلم و ابن ماجہ)

یعنی سلام کرنا آپس میں محبت و الفت پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سلام کرنے میں بہت جلدی کیا کرتے تھے۔ جو مسلمان آپ کے سامنے آتا۔ آپ سلام میں پہل فرماتے۔ اس کو اتنا موقعہ نہ دیتے۔ کہ وہ سلام کرے اور اس کا جواب دیں۔

سلام کرنے اور اس کا جواب دینے کا طریقہ معہ ثواب

قولہ تعالیٰ:۔ وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّۃٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْھَآ اَوْ رُدُّوْھَا ط

(سورۃ النساء آیت ۸۶)

ترجمہ:۔ اور جب تم کو دعا دیوے کوئی، تو تم بھی دعا دو، اس سے بہتر یا وہی کہو الٹ کر۔ (شیخ الہند)

حاشیہ شیخ الاسلامؒ

کسی مسلمان کو سلام کرنا یا دعا دینا در حقیقت اللہ سے اس کی شفاعت کرنا ہے تو حق تعالٰے شفاعت حسنہ کی ایک خاص صورت کو جو مسلمانوں میں ہے۔ صراحت کے ساتھ بیان فرماتا ہے کہ جب کوئی اے مسلمانو! تم کو دعا دے، یا سلام کرے تو تم کو بھی اس کا جواب دینا ضرور چاہیئے۔ یا وہی کلمہ تم بھی اس کو کہو یا اس سے بہتر۔ مثلاً اگر کسی نے کہا۔ السلام علیکم تو واجب ہے تم پر کہ اس کے جواب میں وعلیکم السلام کہو۔ اور زیادہ ثواب چاہو تو "رحمۃ اللہ" بھی بڑھا دو۔ اور اگر اس نے یہ لفظ بڑھایا ہو۔ تو تم "وبرکاتہ" زیادہ کر دو۔ اللہ کے یہاں ہر ہر چیز کا حساب ہوگا۔ اور اس کی جزا ملے گی۔ سلام اور اس کا جواب بھی اس میں آگیا۔

حضرت عمران بن حصین رضؓ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔

ان رجلا جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال السلام علیکم فرد علیہ ثم جلس فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عشر ثم جاء اخر فقال السلام علیکم ورحمۃ اللہ فرد علیہ فجلس فقال عشرون ثم جاء اخر فقال السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فرد علیہ فجلس فقال ثلثون۔

یعنی ایک آدمی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا السلام علیکم آپؐ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ وہ بیٹھ گیا اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے لئے دس نیکیاں لکھی گئیں۔ اتنے میں دوسرا شخص آیا۔ وہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر بیٹھا۔ آپ نے اس کے سلام کا جواب دینے کے بعد فرمایا۔ کہ اس کو بیس نیکیاں ملیں۔ اسی وقت تیسرا آدمی آیا۔ اس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کے الفاظ سے سلام کیا آپ نے اس کو بھی جواب دیا۔ جب وہ بیٹھ گیا۔ حضور صلعم نے ارشاد فرمایا کہ اسے تیس نیکیاں حاصل ہوئیں (ابوداؤد)

سبحان اللہ! اللہ کے پیارے حبیب محمد مصطفٰے احمد مجتبٰے صلے اللہ علیہ وسلم نے سلام کرنے کا کیسا بہترین طریقہ سکھایا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ثواب بھی بتایا۔ اب ہم مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ سلام کو عام کریں۔ سلام کرنے میں پہل کیا کریں۔ اور زیادہ سے زیادہ نیکیاں اس عمل قلیل سے حاصل کریں اور رضائے الٰہی حاصل کریں۔

سلام کرنے کی ہدایات، اس کے جواب و ثواب کے متعلق احادیث بہت ہیں۔ مضمون کے زیادہ طویل ہو جانے کے خوف سے وہ ضروری اوامر لکھ دینے پر اکتفا کرتا ہوں جن سے یہ معلوم ہو جائے۔ کہ کس کس کو اور کن کن الفاظ سے سلام کیا جائے۔

(۱) جب دو مسلمان باہم ملیں۔ ان کو واجب ہے۔ کہ آپس میں بصیغہ جمع سلام کریں یعنی ایک

باقی بر ص ۱۰

طَیِّبَۃً وَنَافِخُ الْکِیْرِ اِمَّا اَنْ یُّحْرِقَ ثِیَابَکَ وَاِمَّا اَنْ یُّحْرِقَ ثِیَابَکَ وَ اِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْہُ رِیْحًا خَبِیْثَۃً ـــ

حضرت ابو موسیٰ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اچھی اور بُری مجلس یا نیک اور بد لوگوں کی صحبت ایسی مثال ہے۔ جیسے ایک شخص مشک (کستوری) اٹھائے ہوئے ہے۔ دوسرا شخص بھٹی سُلگا رہا ہے حامل مشک (نیک آدمی) کی مجلس سے یا تو یہ فائدہ ہے کہ وہ پاس بیٹھنے والے کو بغیر قیمت کے مشک دے دے گا۔ یا تو اس سے خرید کرے گا (جیسے کسی اللہ کے بندے کی تم خدمت کروگے اس خدمت کے مقابلہ میں تم کو اس سے فیض حاصل ہوگا) نہیں تو تم کو اس مشک کی خوشبو تو پہنچے گی یہی حال ہے نیک لوگوں کی مجلس میں بیٹھنے کا۔ اگر ان کا فیض کسی کو نہ پہنچے تو یہ بھی غنیمت ہے کہ اتنی دیر ان کی صحبت اور مجلس میں بیٹھ گئے ـــ اور ہر قسم کی برائی سے بچے رہے اور بھٹی کا سلگانے اور دھکانے والا یا تو (اس کی بھٹی سے پتنگا اڑ کر) تیرے کپڑے کو جلا دے گا نہیں تو تجھ کو دھوئیں کی بدبُو ضرور پہنچے گی ـــ یعنی تیرا وقت ضائع جائے گا۔ تیری استعداد کے سرمایہ کو برباد کر دے گا۔ تیرے لباس تقویٰ کو جلا کر خاک کر دے گا۔ اور اگر یہ نہ ہو تو دین سے بے ذوقی اور بد حالی ضرور پیدا ہوگی۔

اچھی بُری صحبت کی مثال

کیا عجیب بات فرمائی ہمارے آقا و مولانا فداہ ابی و امی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اچھے آدمی کے پاس اٹھنے بیٹھنے کی مثال ہے۔ جیسے کوئی عطر فروش کے پاس بیٹھ جائے۔ اگر اس سے عطر نہ لے گا تو دماغ کو خوشبو کا فائدہ تو پہنچ ہی جائے گا۔ بُرے آدمی کے پاس بیٹھنے کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی لوہار کی بھٹی کے پاس بیٹھ گیا۔ اگر کوئی زیادہ نقصان نہ پہنچے گا تو کپڑے تو سیاہ ہو ہی جائیں گے ـــ یا بھٹی کے پتنگوں سے کپڑے میں سوراخ ہو جائیں گے ـــ سبحان اللہ کیا پیاری بات ہے کہ

بھلے آدمی کے پاس بیٹھنے میں فائدہ ہی فائدہ ہے۔ اور بُرے آدمی کی صحبت میں نقصان ہی نقصان ہے ـــ کم سے کم فائدے اور کم سے کم نقصان کی طرف اشارہ فرما دیا۔

اسی کو عارف رومیؒ نے کہا ہے

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

نیک بندوں کی صحبت کے اثرات کا کیا کہنا ـــ افسوس! آج کل تو وہ بندے قبروں میں جا سوئے جن کی صحبت یک ساعت انسان کو مرد کامل بنا دیا کرتی تھی ـــ صحبت اور ہمنشینی تو اے برادران عزیز بڑی چیز ہے کبھی نیک بندوں کی زیارت ہی مدارج علیا کی ضامن ہوا کرتی تھی۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

کا ایک واقعہ حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ عراق میں قحط پڑا لوگ بارش کے لئے سخت بے چین تھے ـــ آخر مسلمان جنگل میں دعا کے لئے گئے۔ تین دن تک روز دُعا کرتے اور محروم چلے آتے۔ تیسرے دن بعض یہودیوں نے طنز بھی کیا کہ تم لوگ خدا کے سامنے دعائیں کرتے ہو اور تمہاری دعائیں خدا نہیں سُنتا۔ اتفاق کی بات ہے کہ جب تیسرے دن مسلمان جنگل سے مایوسانہ لوٹ رہے تھے تو ایک شخص نے ان سے دریافت کیا کہ آپ لوگ کہاں سے آتے ہیں؟ مسلمانوں نے کہا، کم بخت! تجھ کو معلوم نہیں تو کیسا مسلمان ہے؟ دنیا قحط سے تباہ ہو رہی ہے۔ ہم لوگ استغفار کے لئے تین دن سے جا رہے ہیں لیکن روز محروم واپس آتے ہیں۔ تجھ کو یہ خبر بھی نہیں کہ ہو کیا رہا ہے؟ اس نے کہا! آؤ! میرے ساتھ آؤ میں دعا کروں۔ چنانچہ تمام مسلمان اس کے ساتھ ہو لئے وہ جنگل میں گیا اور اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا "یا اللہ! تجھ کو اس معاملہ کا واسطہ دیتا ہوں جو میری آنکھوں سے تعلق رکھتا ہے۔ اے خدا! اپنی مخلوق کو سیراب کر دے"۔ اس دعا کے بعد پانی برس گیا۔ لوگوں کو سخت تعجب ہوا کہ یہ شخص کوئی بڑا متقی اور پرہیزگار نہیں ہے۔ ایک عام مسلمان ہے۔ لیکن اس کی دعا میں یہ اثر کہاں سے آ گیا ـــ اور وہ آنکھوں والا معاملہ کیا ہے؟ چنانچہ لوگوں نے اس سے اصرار کیا تو اس نے ان کو بتایا کہ ایک دن میں شراب خانہ میں بیٹھا ہوا تھا اور اپنے بیہودہ شغل میں مصروف تھا ـــ ایکا یک میں نے سامنے سے ایک انبوہ کثیر کو گزرتے دیکھا ـــ میں نے لوگوں سے پوچھا "یہ بھیڑ کیسی ہے؟" انہوں نے کہا "بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لا رہے ہیں۔ لوگ ان کے استقبال کو نکلے ہیں۔ میں نے بایزید بسطامی کا نام سن کر اپنی گردن کو موڑ کر دیکھا تو میری نظر ان پر پڑ گئی ـــ اور میں نے دور سے دیکھا کہ کوئی بزرگ آدمی ہیں جن کے ہمراہ ہزارہا انسان جا رہے ہیں ـــ میں نے ان کو ایک نظر دیکھ لیا۔ جس دن سے میں نے ان کو دیکھا ہے۔ اُس دن سے میری تو یہ حالت ہے کہ کہ جب کوئی معاملہ پیش آتا ہے تو میں آنکھوں والے واقعہ کا تذکرہ کر کے دعا کرتا ہوں اور خدا تعالیٰ میری دعا قبول فرما لیتا ہے۔ اس وقت بھی میں نے اس واقعہ کا حوالہ دے کر دعا مانگی تھی ـــ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو سیراب کر دیا ـــ

حضرات! اللہ کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں کہ ان کی رویت اور ان کی زیارت موجب برکات ہوا کرتی ہے اور ان کی یک روزہ صحبت سالہا سال کی عبادت کے برابر ہو جایا کرتی ہے ـــ

عارف رومیؒ نے اسی لئے فرمایا ہے

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور قول ہے۔ آپ فرماتے تھے۔" صحبت نیکاں۔ نیکی و صحبت بداں بداز بدی ـــ" نیکوں کی صحبت نیکی ہے اور بدوں کی صحبت بدی سے بدتر ہے ـــ

حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ آپ فرماتے ہیں ـــ اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِلُ ـــ آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے پس ہر کسی کو دیکھ لینا چاہیئے کہ کس کو دوست بنا رہا ہوں ـــ

مطلب یہ ہے کہ جو شخص کسی کو دوست رکھتا ہے اُس کے ہی طور و طریقے، مذہب و اخلاق اور خو بو کو اپنا لیتا ہے ـــ یعنی اگر وہ نیک لوگوں سے صحبت رکھتا ہے تو اگرچہ وہ بُرا ہی ہو نیک ہو جائے گا۔ اس لئے کہ نیکوں کی صحبت اسے نیک کر دے گی۔ اور اگر وہ بُروں سے صحبت رکھتا ہے تو اگرچہ وہ خود نیک ہی ہو بُرا ہو جائے گا۔ کیونکہ اُس نے فعل بد پر رضامندی کا اظہار کیا ہے اور جب برائی پر راضی ہوگا تو خواہ نیک ہی کیوں نہ ہو بالآخر بد ہو جائے گا ـــ

خواجہ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ

نے کشف المحجوب میں ایک حکایت درج فرمائی ہے آپ لکھتے ہیں کہ ایک شخص کعبہ کے گرد طواف میں یوں دعا کر رہا تھا۔

اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ اِخْوَانِیْ ـــ

اے اللہ میرے بھائیوں کی اصلاح کر دے ـــ لوگوں نے اس شخص سے پوچھا کہ اس شریف مقام میں تو اپنے لئے کیوں دعا نہیں کرتا؟ اس شخص نے جواب دیا کہ اِنَّ لِیْ اِخْوَانًا اَرْجِعُ اِلَیْھِمْ فَاِنْ صَلَحُوْا صَلَحْتُ مَعَھُمْ

وَاِنْ فَسَدُوْا فَسَدْتُ مَعَهُمْ

میرے کچھ بھائی ہیں جن کے پاس میں لوٹ کر جاؤں گا۔ پس اگر وہ درست ہونگے تو میں بھی ان کی صحبت سے درست ہو جاؤں گا۔ اگر وہ خراب ہوں گے تو میں بھی ان کی صحبت سے خراب ہو جاؤں گا یعنی جب میری اصلاح کی بنیاد اصلاح کرنے والوں کی صحبت پر موقوف ہے تو میں اپنے بھائیوں کے لئے دعا کرتا ہوں تاکہ میرا مقصود ان سے حاصل ہو اور میں نیکوں کی صحبت میں رہوں۔

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

کے مریدوں میں سے ایک کے دل میں خیال آیا کہ وہ اب کمال کے درجہ پر پہنچ گیا ہے اور اس کے لئے تنہائی صحبت سے بہتر ہے۔ چنانچہ وہ گوشہ میں چلا گیا اور جماعت کی صحبت سے منہ موڑ لیا۔ جب رات ہوتی تو وہ دیکھتا کہ اس کے پاس ایک اونٹ لایا جاتا اور اسے کہا جاتا کہ تجھے بہشت میں جانا چاہیئے۔ چنانچہ وہ اونٹ پر بیٹھ کر چلا جاتا۔ یہاں تک کہ ایک نہایت اچھا مقام اس کے سامنے ظاہر ہوتا ایک خوبصورت جماعت، عمدہ عمدہ کھانے اور جاری پانی اس کے لئے صبح تک وہاں مہیا رکھا جاتا — پھر وہ سو جاتا اور جب بیدار ہوتا تو اپنے آپ کو اپنے تکیہ میں موجود پاتا یہاں تک کہ انسانیت کا غرور اس کے اندر بھر گیا۔ اور تکبر نے اس کے اندر پوری تاثیر کرلی — چنانچہ اس نے دعویٰ کی زبان کھولی اور کہنے لگا کہ مجھے ایسی حالت نصیب ہوتی ہے یہ خبر حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچی — آپ اٹھے اور اس کے تکیے کے دروازے پر تشریف لے۔ جاکر معلوم کیا کہ غرور اور تکبر اس کے سر میں جگہ پکڑے ہوئے ہے۔ اس سے حال دریافت کیا تو اس نے سارا ماجرا حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آج رات جب تو اس مقام پر پہنچے تو یاد رکھ کہ تین بار "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ" پڑھنا —

جب رات ہوئی تو اسے وہی مقام دکھایا گیا۔ جس کی وجہ سے وہ دل میں حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کا انکار کرنے لگا — اسی طرح کچھ وقت گذر گیا تو اس نے تجربہ کے طور پر تین بار لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ پڑھا۔ اس کا یہ پڑھنا تھا کہ ساری جماعت چلانے لگی اور سب کے سب وہاں سے چلے گئے۔ اس نے اپنے آپ کو کوڑے میں بیٹھے ہوئے پایا اور اپنے گرد مردار ہڈیاں دیکھیں — چنانچہ وہ اپنی غلطی پر آگاہ ہوا اور اس نے توبہ کر کے صحبت اختیار کرلی — اسی لئے بزرگوں نے لکھا ہے کہ مرید کے لئے شیخ کی صحبت میں رہنا شرط ہے اور اس لئے تنہائی سے بڑھ کر اور کوئی آفت نہیں ہوتی

ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ اکثر یہ آیت پڑھا کرتے تھے

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (سورۃ کہف رکوع ۴ پ ۱۵)

ترجمہ! اور تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں — اسی کی رضامندی چاہتے ہیں اور تو اپنی آنکھوں کو ان سے نہ ہٹا کہ تو دنیا کی زندگی کی زینت تلاش کرنے لگ جائے۔

اور فرماتے تھے کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ اس آیت کے ذریعہ ہر دور کے مسلمانوں کو حکم دیتے ہیں کہ ان معیاری بندوں کی صحبت اختیار کرو۔ جن کی زندگی کا نصب العین فقط رضائے الٰہی ہے۔ ان کے دل میں نہ جائیدادیں بنانے، نہ عہدے بڑھانے، نہ سیٹھ بننے اور نہ زیادہ سے زیادہ رقبہ زمین پر قبضہ جمانے کا شوق ہے ان کو اگر شوق ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی یاد اور اسے راضی کرنے کا شوق ہے اور اس قسم کے اللہ کے بندے ہر دور میں موجود رہیں گے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کرام کے اتباع کو اپنے لئے باعث صد فخر و شرف خیال کریں گے اور ولا تعد عینیک کا حکم یہی واضح کر رہا ہے کہ دیکھنا! ان صحابہؓ کو چھوڑ کر دوسرا معیار قائم نہ کرلینا ورنہ اللہ، دین اور آخرت کے طلبگار نہیں بلکہ دنیا کے طالب سمجھے جاؤ گے۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ اس قسم کے اللہ کے بندے جو کتاب و سنت کے پابند ہوں، دن رات اللہ کی یاد کرنے والے ہوں اور بزرگانِ دین کے تربیت یافتہ ہوں ان کی صحبت میں عقیدت ادب اور اطاعت سے رنگ چڑھ جاتا ہے۔ لیکن بے ادب محروم رہ جاتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ ہمیں نیکوں کی صحبت میں بیٹھنے اور بروں کی صحبت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے

حکیم جالی نوس نے لکھا ہے کہ ایک بدن کا بخار ہے اور دوسرا روح کا بخار — اور بدن کے بخار کے مقابلہ میں روح کا بخار زیادہ مہلک اور خطرناک ہے اور روح کا بخار اس کے الفاظ میں نا اہلوں کی صحبت و ملاقات ہے — چنانچہ تجربہ شاہد ہے کہ دین و دنیا کی بربادی اکثر بری صحبت اور بدقماش لوگوں کے میل جول کا نتیجہ ہوتی ہے اور نیکوں کی صحبت پارس بنا دیتی ہے

خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ اولیائے چشت میں بہت بڑے بزرگ گذرے ہیں ان کا ایک واقعہ مشہور ہے کہ آپ بازار میں سے مریدوں کے ساتھ تشریف لے جا رہے تھے۔ راستہ میں ایک میوہ فروش یہ صدا لگا رہا تھا —

اچھے سنگترے — اچھے سنگترے

آپؒ نے جو یہ الفاظ سُنے تو آپ کو وجد آگیا۔ ہوش آیا تو مریدوں نے سوال کیا "حضرت یہ کونسی وجد کی بات تھی — وہ تو سنگترے بیچنے کے لئے صدا لگا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا" نادانو! آپ کو کیا علم؟ آپ کی نگاہ یہیں تک جاسکتی تھی — آپ کا خیال سنگتروں کی طرف گیا — وہ تو نادانو! یہ کہہ رہا تھا — اچھے سنگ — ترے یعنی اچھے ساتھ والے.. پار اتر جاتے ہیں — نیکوں کے ساتھی بھی جنت میں جائیں گے —

اللہ تعالےٰ ہمیں نیکوں کی سنگت عطا فرمائے اور اہل اللہ کی صحبت سے متمتع ہونے کی توفیق دے (آمین)

منٹگمری میں

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ کا

ورودِ مسعود

پروگرام

لاہور سے روانگی :- ۸ بجکر ۴۵ منٹ پر بذریعہ خیبر میل
آمد منٹگمری ریلوے اسٹیشن :- ۱۲ بجے دوپہر
ظہر تا عصر :- آرام بر مکان چوہدری تاج دین صاحب
عصر تا مغرب :- بیعت (مسجد نور میں
بعد از نماز مغرب :- مجلس ذکر و ارشادات عالیہ

۱۶ جولائی ۱۹۶۳ء [مولانا عبید اللہ انور

صبح بعد از نماز فجر :- درس قرآن عزیز
احباب کے اصرار پر ڈاکٹر مناظر حسین نظر منٹگمری تک آپ کے ساتھ تشریف لائیں گے — ۸ تا ۱۲ بجے :- بیعت
بعد از نماز ظہر :- پیر محل کو روانگی

پروگرام

عصر تا مغرب :- بیعت — بعد از نماز مغرب :- مجلس ذکر و ارشادات عالیہ حضرت مولانا عبید اللہ انور
بعد از نماز عشاء :- تقریر :- خطیب اہلسنت مولانا محمد ضیاء القاسمی لائلپوری :- المعلن (علامہ) محمد صدیق ربانی مہتمم جامعہ عثمانیہ پیر محل

سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو خدام الدین ۲۱ر جون ۶۳ء

علمی مسائل اور اُن کے جوابات

مولانا سمیع الحق صاحب مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

داڑھی کی مسنون مقدار کیا ہے

خلفاء راشدین کا عمل

اسی طرح حضرت عمرؓ کے بارہ میں منقول ہے کان کث اللحیۃ (استیعاب) حضرت عثمانؓ کے بارہ میں بھی کان عظیم اللحیۃ (اصابۃ بحوالہ بیہقی) کے الفاظ وارد ہیں۔

مدارج النبوۃ میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں :-

لحیۂ امیرالمومنین علی پُر می کرد سینہ را۔ و ہمچنیں لحیۂ عمر و عثمان۔ حضرت علیؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی داڑھیاں ان کے سینوں کو بھر دیتی تھیں۔

ان تمام روایات و اقوال اور قولی و عملی تصریحات سے داڑھی کا بڑھانا اور لمبا کرنا افضل و بہتر و مسنون معلوم ہوتا ہے۔ ہمارے حضرت الاستاذ مرشدنا شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب لاہوری قدس اللہ سرہ العزیز بھی مقدار لحیہ کے بارہ میں احادیث کے عموم و اطلاق پر عمل کرتے تھے اور اس بنا پر داڑھی کے بال نہ کٹواتے تھے۔ ظاہر حدیث حضورؐ کا عملی اسوہ اور صحابہ کرام و تابعین اور مشائخ عظام کا نمونہ ان کے سامنے تھا۔ ہاں دوسری طرف فقہاء کی ایک جماعت ایسی بھی ہے جو داڑھی کی مقدار کے بارہ میں ایک قبضہ (مشت بھر) کی تحدید کرتی ہے۔ اور مذکورہ احادیث کی تخصیص کے لئے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا ذاتی عمل پیش کرتی ہے جو بخاری شریف کے باب اللباس میں اس طرح منقول ہے۔

کان ابن عمر اذا حج او اعتمر قبض علیٰ لحیتہٖ فما فضل اخذہ۔ ابن عمر جب حج یا عمرہ کرتے تو داڑھی کا جو حصہ ایک قبضے سے زیادہ ہوتا اسے کٹوا دیتے۔

اس کے علاوہ ابوہریرہؓ کے بارے میں بھی ایسا ہی منقول ہے۔ (ابوداؤد و نسائی و ابن ابی شیبہ) لیکن جیسا کہ بیان ہوا اکثر علماء و فقہا اس

روایت ابن عمرؓ کو اتنا درجہ نہیں دیتے کہ مذکورہ مرفوع روایات کی تخصیص و تحدید ان سے کرائی جائے اس کے علاوہ فقہا و محدثین نے ابن عمرؓ کے عمل کی کئی توجیہیں اور تاویلیں کی ہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے مقدار مسنون کی آخری حد کو اپنے عمل سے بیان فرمایا۔ کہ داڑھی کٹوانے کی آخری حد ایک مشت ہے۔ یعنی ایک مشت سے زیادہ کٹوانا جائز ہے۔ اور ایک مشت سے کم کرنا اور کٹوانا بالاتفاق حرام اور خلاف اجماع ہے۔ کئی علماء و محققین نے حضرت ابن عمرؓ کے اس عمل کو بیان جواز پر محمول کیا ہے۔ اور اس طرح تمام روایات میں تطبیق ممکن ہو جاتی ہے۔ اب اگر کوئی شخص داڑھی کٹوانا چاہے تو مٹھی بھر سے زیادہ بوجہ روایت ابن عمرؓ کٹوا سکتا ہے۔ اور اس سے کم کٹوانا حرام ہے اور اگر بالکل نہ کٹوائے تو اولیٰ، احسن اور مختار ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص داڑھی کو مٹھی بھر سے زیادہ کٹوانا چاہے۔ تو جائز ہے کیونکہ ابن عمرؓ سے ایسا ثابت ہے۔ امام شعبی اور ابن سیرین بھی اس کو پسند کرتے تھے۔ مگر دوسری طرف سلف سے داڑھی کا لمبا کرنا منقول ہے۔ جیسے حضرت قتادہ و حسن بصری وغیرہ اور کئی صحابہ کرام۔ حضرت شاہ محمد اسحاق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔ وعندی اخذ اللحیۃ ما فوق القبضۃ جائز لکن الاولیٰ ترکہا — مشت بھر سے زیادہ کا لینا جائز ہے مگر اولیٰ اور بہتر اسے چھوڑ دینا ہی ہے۔

بہرحال حضرت الاستاذ و مرشدی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے عمل دربارۂ مقدار لحیہ کی تائید مذکورہ روایات کے ظاہری تقاضے، ان کے حقیقی اور لغوی معانی، اکثر علماء و اکابر کی تشریحات و تصریحات اور خود حضورؐ و صحابہ کرام کے اسوۂ حسنہ سے ہوتی ہے۔ جس کے بارہ میں خلاف سنت ہونے کا کسی قسم کا شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ ان کے طریقہ عمل کو عمل بالاحوط والافضل قرار دینا چاہیے — واللہ اعلم۔

سوال :- ایک شخص لاولد فوت ہو گیا ہے اس کی جائیداد بھی موجود ہے۔ پسماندگان میں ایک بیوہ آٹھ بھتیجے اور دو بھتیجیاں ہیں۔ دو سوتیلی بہنیں بھی ہیں۔ حقیقی بہن متوفی کے سامنے فوت ہو چکی تھی۔ جس کے تین لڑکے اور دو لڑکیاں موجود ہیں۔ متوفی کی وصیت قبل از مرگ یہ تھی کہ میری کُل جائیداد کے چار حصے کئے جائیں جن میں سے ایک حصہ بیوی کو اور بقایا تین حصص تین بھائیوں کی اولاد میں تقسیم کئے جائیں بوقت وصیت بھتیجگان و دیگر اہل محلہ میں سے بھی کچھ آدمی موجود تھے جو بغرض بیمار پرسی آئے ہوئے تھے۔ سوتیلی بہنوں کو مرحوم حصہ دینا نہیں چاہتے تھے۔ کیونکہ انہوں نے پہلے ہی کافی مال پر ہاتھ مارا ہوا ہے۔ مرحوم کی بیوہ کا حق مہر بھی تین سو روپیہ واجب الادا ہے۔

نوٹ : متوفی کے تین بھائی مرحوم کی زندگی میں ہی فوت ہو چکے تھے۔ (ملک محمد یوسف ملتان)

الجواب :- وباللہ التوفیق۔ سب سے پہلے مال متروکہ سے مرحوم کی بیوہ کو اس کا حق مہر دے دیا جائے جو مرحوم کے ذمہ بیوہ کا قرضہ ہے۔ باقی ترکہ بتفصیل ذیل تقسیم ہوگا۔

کل مال بارہ حصوں پر تقسیم کیا جائے گا اس میں سے $\frac{1}{4}$ (تین حصے) بیوہ کو دیئے جائیں گے حسب ارشاد خداوندی —

ولھن الربع مما ترکتم ان لم یکن لکم ولد (الآیۃ) (اور بیویوں کو چوتھا حصہ دیا جائے گا بشرطیکہ تمہاری اولاد نہ ہو)

اور سوتیلی بہنیں اگر علاتی ہوں (یعنی والد کی طرف سے) تو انہیں دو ثلث (آٹھ حصے) دیئے جائیں گے۔ حسب ارشاد باری تعالےٰ

فَاِنْ کَانَتَا اثْنَتَیْنِ فَلَھُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَکَ (الآیۃ) (اور اگر علاتی بہنیں دو ہیں) تو ان کو میراث میں سے دو تہائی دیئے جائیں گے۔

اور بقیہ ایک حصہ آٹھ بھتیجوں پر برابر برابر بطریق عصوبت تقسیم کر دیا جائے گا باقی ورثہ چونکہ ذوی الارحام ہیں اس لئے عصبات کی موجودگی میں میراث سے محروم ہیں۔

رہا وصیت کا معاملہ تو ورثہ کے بارہ میں متوفی کی وصیت کا کوئی اعتبار نہیں حسب ارشاد نبویؐ لا وصیۃ لوارث (الحدیث) (وارث کے بارہ میں وصیت کا اعتبار نہیں)

نہ متوفی کے خواہش سے سوتیلی بہنیں محروم ہو سکتی ہیں جو مال متوفی کی زندگی میں ان کو دیا گیا ہے۔ اس کا تعلق ترکہ سے نہیں۔

ہاں اگر سوتیلی بہنوں سے مراد اخیافی بہنیں (والدہ کی طرف سے) ہوں تو ان کو بارہ حصوں میں سے ایک تہائی $\frac{1}{3}$ (صرف ۴ حصے) دیئے جائیں گے ارشاد خداوندی ہے

فان کانوا اکثر من ذلک فھم شرکاء فی الثلث

اور اس صورت میں بھتیجوں کو پانچ حصے اور بیوہ کو تین حصے ملیں گے۔ فقط واللہ اعلم و علمہ اتم و احکم

سمیع الحق کان اللہ لہٗ
مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

ارشاداتِ مجالسِ ذکر

از حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ

نہیں ملتے یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

مُرتبہ: محمد مقبول عالم بی اے لاہور

۱۴ر اپریل سنہ ۱۹۴۶ء جمعرات

ذکر کی برکت :- گناہ سے بچنا اور احکامِ الٰہی پر عمل کی توفیق کا ملنا

گناہ سے بچنے اور احکامِ الٰہی پر عمل کرنے کا ارادہ دل میں پیدا ہونا اللہ کا فضل ہے اور عمل کی توفیق کا ملنا یہ مزید برآں فضل ہے۔ آج ہزاروں، ہزاروں نہیں لاکھوں لاکھوں نہیں کروڑوں انسانوں میں احکامِ الٰہی پر عمل اور گناہ سے بچنے کا ارادہ ہی نہیں رہا۔ گناہ ہو جائے۔ اور ندامت پیدا ہو۔ اور توبہ کی توفیق مل جائے۔ یہ بھی اللہ کا فضل ہے آپ کو کم و بیش ذکر کی برکت سے یہ چیز حاصل ہوگی۔

انسان جوں جوں اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ اللہ کے پاک نام کی برکت سے رحمت کے دروازے کھلتے جاتے ہیں۔ اس مجلس عامہ میں ان کی تفاصیل میں جانے کی ضرورت نہیں، اگر آپ بکثرت ذکر الٰہی کریں گے۔ اور اُن شرائط کا لحاظ رکھیں گے جو بیان کی ہوئی ہیں۔ تو رحمت کے دروازوں کو کھلتا دیکھیں گے اور پھر معلوم کریں گے کہ یہ بھی رحمت کا دروازہ تھا۔

اللہ کے ذکر سے غفلت دور ہوتی ہے اور نور آتا ہے۔ اسی کی طرف قرآن کریم میں اشارہ ہے یخرجہم من الظلمت الی النور۔ جب آدمی نور میں آجائے تو برائی کے خیال اور گناہ کے ارتکاب سے بچ جاتا ہے۔

اللہ کے اسم ذات کا ذکر بکثرت کیا جائے یہ بہت بڑی چیز ہے۔ اور ذکر حضورِ قلب سے کیا جائے۔ دل کے خیال اور توجہ سے کیا جائے

۱۱ر اپریل سنہ ۱۹۴۶ء جمعہ

ذکر کی برکت :- روحانی آرام

جس طرح جسمانی آرام کے لئے نیند ہے نیند سے جسم کو آرام ملتا ہے۔ دنیا کے غم غلط ہو جاتے ہیں پریشان افکار جاتے رہتے ہیں۔ کوئی چیز یاد نہیں رہتی۔ اور انسان تر و تازہ ہو جاتا ہے اسی طرح روح کے آرام کے لئے ذکر الٰہی ہے۔ جس سے روح کو آرام ملتا ہے۔ اور اس میں تازگی آتی ہے بے چینی اور بے اطمینانی دور ہو جاتی ہے۔ سکون حاصل ہو جاتا ہے

۱۸ر اپریل سنہ ۱۹۴۶ء جمعرات

ذکر کی برکت : وجود میں اللہ کے نام کی خوشبو پیدا ہونا

حدیث میں آتا ہے۔ انتم شہداء اللہ فی الارض۔ تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو۔ جیسے تم اچھا کہو۔ وہ اچھا ہے۔ اور جسے تم برا کہو وہ برا ہے۔ گواہی اُن کی مقبول ہوتی ہے۔ جو سرکار کے ہاں مقبول ہو۔ چور چور کی سفارش نہیں کر سکتا۔ جو خود بدمعاش ہے۔ وہ بدمعاش کا گواہ نہیں بن سکتا اللہ کے ہاں اس کی گواہی مقبول ہے۔ جو اللہ کے ہاں مقبول ہے۔ نافرمانوں اور فاسقوں کی گواہی مقبول نہیں ایسے اللہ کے گواہ بننے کی کوشش کرو۔ مقصد بلند ہونا چاہیئے۔ تاکہ اس حد تک نہیں۔ تو اس کے قریب قریب تو پہنچ جائیں گے۔ اگر مقصد ہی ادنیٰ ہے تو ترقی کیا ہوگی۔ مسلمان کا مقصد یہ ہو۔ کہ اللہ کے نام کی برکت سے وجود میں ایسی خوشبو پیدا ہو، کہ ہزار سال کے بعد بھی اگر کوئی اللہ کا بندہ ہماری قبر پر آئے۔ تو اسے ہماری خاک سے اللہ کے نام کی خوشبو آئے۔

بعض آدمی آتے ہیں۔ اُن سے پوچھتا ہوں کہ اللہ کا ذکر جو بتایا ہے۔ کیا کرتے ہو۔ تو کہتے ہیں۔ کبھی کبھی کر لیتے ہیں۔ بیوی کی زیارت تو روزانہ کرتے ہیں۔ یہ نہیں کہ کبھی کبھی گھر جائیں۔ تھوڑوں پر سوروں میں کھانا روز کھاتے ہیں۔ پانی روز پیتے ہیں۔ باقی ذکر کبھی کبھی کرتے ہیں۔ اللہ کا ذکر کیا کرو۔ اور مجھے آکر بتاؤ۔ اگر پک جائے تو پھر آگے سبق دوں گا۔ بعض آدمی آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سبق پک گیا ہے حالانکہ وہ کچا ہوتا ہے۔ اگرچہ بڑا گناہ گار سیاہ کار ہوں۔ لیکن خدا کے فضل سے اتنا اندھا نہیں ہوں

آپ کہیں یا نہ کہیں۔ فوراً بتا دوں کہ کچا ہے یا پکا۔ جیسے نادان لڑکی روٹی پکاتی ہے۔ آگ زیادہ ہو کر روٹی کو جلا دیتی ہے۔ مگر اندر سے وہ کچی ہوتی ہے ماں دیکھ کر ہی کہہ دیتی ہے کہ یہ اندر سے کچی ہے

اللہ والے قبر پر کھڑے ہو کر بتا سکتے ہیں کہ یہاں کوئی ذاکر بندہ سویا ہوا ہے۔ جس زمانے میں

باقی ...

بقیہ احادیث الرسول (صـ۲ سے آگے)

(صـ۲ سے آگے)

وَالْبَیْسِرِ وَالْکُوْبَۃِ وَالْغُبَیْرَاءِ وَقَالَ کُلُّ مُسْکِرٍ حَرَامٌ (رَوَاہُ اَبُوْدَاؤد)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں۔ نبی صلعم نے شراب پینے اور جوا کھیلنے سے منع فرمایا ہے۔ اور نرد و شطرنج یا نقارہ اور بربط سے منع کیا ہے اور فرمایا ہے کہ ہر نشہ والی چیز حرام ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثَۃٌ قَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْجَنَّۃَ مُدْمِنُ الْخَمْرِ وَالْعَاقُ وَالدَّیُّوْثُ الَّذِیْ یُقِرُّ فِیْ اَھْلِہٖ الْخُبْثَ (رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِیُّ)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ تین آدمی ہیں۔ جن پر خدا نے جنت کو حرام کر دیا ہے۔ ایک وہ شخص ہمیشہ شراب پی۔ دوسرا وہ شخص جس نے ماں باپ کی نافرمانی کی۔ تیسرا دیوث۔ جو اپنے گھر والوں سے ناپاک کام کرائے (یعنی زنا)

ایسٹرن پمپنگ سیٹ

آپ کی آبپاشی کی مشکلات کا حل
ضرور آزمائش کریں
تیار کردہ
سلطان فونڈری (رجسٹرڈ) - بادامی باغ لاہور

ضرورت ملازم
شفاخانہ
لقمان حکیم ۱۹ نکلسن روڈ
لاہور کے لئے
ایک دیانتدار اور شریف
ملازم
کی ضرورت ہے

دعائے صحت: حضرت مولانا افتخار احمد صاحب بگوی امیر حزب الانصار بھیرہ ضلع سرگودھا کا وجود گرامی اور نواحی علاقوں کیلئے ایک قندیل ہدایت ہے۔ اور ان کی پرخلوص شخصیت کسی بھی شخص کو متاثر کئے بغیر نہیں رہتی۔ معلوم ہوا ہے کہ وہ تقریباً ایک ماہ سے صاحب فراش ہیں۔ قارئین کرام سے بالخصوص مخلصین حضرات سے درخواست ہے کہ وہ ان کی ...

بچوں کا صفحہ

سخاوتِ عثمانی رض

حافظ نور محمد انور

پیارے بچو - آج کی صحبت میں ہم تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیسرے خلیفہ سیدنا عثمانؓ بن عفان کے حالات سناتے ہیں۔ جنہوں نے اسلام کی راہ میں بے بہا مال و زر صرف کرکے اسلام کی شان وعظمت کو بڑھایا خداوند قدوس نے بھی آپکی عزت وعظمت کو اس صلہ میں اسطرح بڑھایا۔ کہ آپ کا نام جلیل القدر سخیوں کی فہرست میں ہمیشہ اول نمبر پر رہے گا

آپ جہاں دیگر فضائل و محاسن میں ممتاز نظر آتے ہیں۔ وہاں دامادی رسولؐ کے شرف سے بھی مشرف و ممتاز نظر آتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو صاحبزادیاں رقیہؓ اور ام کلثومؓ، یکے بعد دیگرے آپ کی زوجیت میں دیں، اس وجہ سے آپ کو ذی النورین یعنی دو نوروں والا کہتے ہیں آپ کی یہ شان وعظمت کوئی معمولی چیز نہیں۔

آپ نے اپنے عہد خلافت میں بے بہا ملک فتح کئے اور اسلام کی راہ میں بے انتہا دولت صرف کی جیش عسرت کا سارا جنگی ساز و سامان آپ ہی نے فراہم کیا اور اس طرح دینِ اسلام کی شان وشوکت کو بڑھایا اور کفر کی سطوت کو مٹایا کئی ہزار درہم دے کر بیرِ معونہ (یہودی کا ایک کنواں) خریدا اور مسلمانوں کے لئے وقف کردیا اور صرف مسلمانوں کے لئے ہی نہیں بلکہ کافروں کو بھی اس کا پانی استعمال کرنے کی عام اجازت دے دی۔ افسوس کہ باغیوں نے دوران محاصرہ اس کنویں کا پانی بھی آپ پر بند کردیا۔ جس سے آپ کو بے حد رنج ہوا۔ اور آپ نے باغیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

"یہی وہ کنواں ہے جو ایک یہودی سے خرید کر میں نے عام وخاص کے لئے وقف کیا تھا۔ مگر آج میں خود اس کے پانی سے محروم ہوں ظالمو! خدا کو قیامت کے دن کیا جواب دوگے"

آپ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مظلوم ترین خلیفہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کیونکہ آپ کو بڑی بے دردی سے گھر کی چار دیواری کے اندر شہید کیا گیا ہے۔

یوں تو آپ کے زرین کارناموں اور آپ کی خدماتِ جلیلہ کا کوئی شمار نہیں۔ مگر یہاں ہم صرف آپ کی سخاوت کے چند واقعات ذکر کرتے ہیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ:۔

"حضرت صدیق اکبرؓ کے زمانے میں سخت قحط پڑا لوگ بہت پریشان تھے ایک روز حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا آج شام تک اللہ تمہاری پریشانی کو دور کرے گا۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ کے ایک ہزار اونٹ غلہ سے لدے ہوئے آئے۔ مدینہ کے تاجر حضرت عثمانؓ کے پاس خریداری کے لئے پہنچے حضرت عثمانؓ نے پوچھا کہ اچھا ملک شام کی خرید پر تم لوگ کس قدر نفع دوگے؟ تاجروں نے کہا۔ ہم دس روپے کی خرید پر پندرہ روپے دینگے فرمایا مجھے اس سے بھی زیادہ مل رہا ہے۔ تاجروں نے کہا وہ زیادہ دینے والا کون ہے۔ مدینہ کے تاجر تو ہمیں لوگ ہیں حضرت عثمانؓ نے فرمایا مجھے ایک روپیہ کے مال کی دس روپے قیمت مل رہی ہے کیا تم اس سے زیادہ دے سکتے ہو تاجروں نے انکار کر دیا تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا میں تم لوگوں کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے یہ سب غلہ اللہ کی راہ میں فقرائے مدینہ کو دے دیا[1]"

اللہ اکبر کتنی بڑی قربانی ہے۔ اور کتنی بڑی سخاوت! درحقیقت یہ رنگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں ہی چڑھ سکتا ہے ہر جمعہ کو آپ ایک غلام آزاد کرتے تھے اگر کسی جمعہ کو غلام نہ ملتا تو دوسرے جمعہ کو دو غلام آزاد کرتے اور شہادت کے دن آپ نے بیس غلام آزاد کئے ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں چار دن کے پے درپے فاقے پیش آگئے آپؐ کی اور آپؐ کی اہل بیتؓ کی بوجہ ضعف کے عجیب حالت ہوگئی۔ حضرت عثمانؓ کو اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے کئی بورے آٹے اور کئی بورے گیہوں اور کئی بورے چھواروں کے اور ایک بکری کا گوشت اور تین سو روپے بھیجے ساتھ ہی کہلا بھیجا کہ اس کے پکانے میں دیر ہوگی میں پکا ہوا کھانا بھی بھیجتا ہوں۔ چنانچہ بہت سی روٹیاں اور بُھنا ہوا گوشت تیار کرا کر بھیجا[2]

آپ کی شہادت کے حالات پڑھ کر آنکھیں اشکبار ہوجاتی ہیں جس بے دردی اور مظلومی کی حالت میں آپ کو شہید کیا گیا۔ تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قا[illegible] جب آپ کو شہید کیا گیا تو خون کا پہلا قطرہ قرآن کریم کی آیت "فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم" پر گرا۔ چند اشعار حضرت عثمانؓ کی شان میں ملاحظہ ہوں ؎

سلام اے فخرِ محبوبِ پیغمبرؐ شانِ رحمانی
سلام اے صہرِ احمدؐ آشنائے رمزِ سبحانی
نبیؐ نے اپنا دستِ خاص تیرا ہاتھ فرمایا
تری عظمت کے جلووں کی فراواں ہے درخشانی
کیا بیرِ معونہ وقف تو نے ساری ملت پر
یہ تھی اسلام کی خاطر عظیم الشان قربانی
خطابِ خاص ذی النورین کا بخشا گیا تجھکو
کہ تیری زینتِ دامن تھیں دو درہائے نورانی
سخاوت بھی ہوئی مشہور تیری ساری دنیا میں
بفضلِ حق ہوئی جب تیری دولت میں فراوانی
ہوئی جب فوجِ اعدا حملہ آور تیرے مسکن پر
دکھائی اس گھڑی حسنینؓ نے شانِ نگہبانی
پیا جامِ شہادت تو نے کس انداز سے آقا
شہادت دے رہی ہیں آج تک آیاتِ قرآنی
ثنائے حضرتِ عثمانؓ کرلے آج اے انور
کہ محشر میں ترے کام آئے گی یہ منقبت خوانی

اسلام کا تیسرا خلیفہ ۱۲ دن کم ۱۲ سال تختِ خلافت پر متمکن رہنے کے بعد ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ میں جامِ شہادت نوش فرما کر ہمیشہ کے لئے اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

ع خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

شہرت رکھتے ہیں

۱۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ..... خُلق عظیم میں
۲۔ حضرت ایوب علیہ السلام .... صبر میں
۳۔ حضرت نوح علیہ السلام ...... درازی عمر میں
۴۔ حضرت یوسف علیہ السلام .... خوبصورتی میں
۵۔ حضرت صدیق اکبرؓ .... سچائی میں
۶۔ حضرت عمر فاروقؓ .... عدل میں
۷۔ حضرت عثمان غنیؓ .... حیا میں
۸۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ .... علم میں

مرسلہ محمد علی عبدالغنی ہیرآباد حیدرآباد

[1] سیرت خلفائے راشدین ص۱۸۱
[2] ایضاً ص۱۸۹

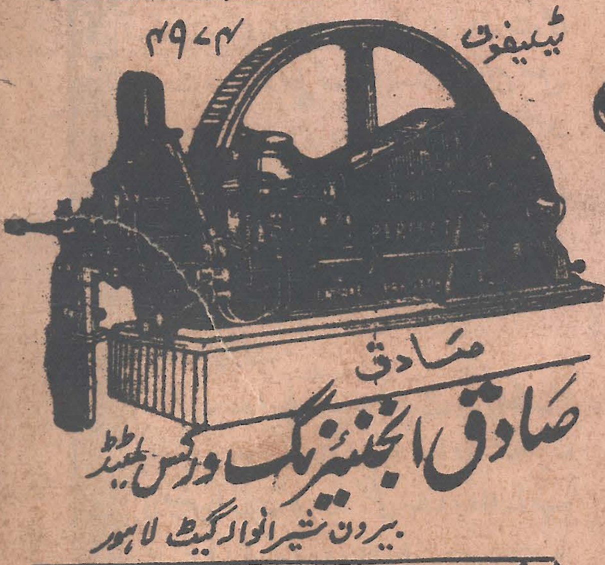
رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر عبیداللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور بحکمنامہ رکن بلدیہ چٹھی نمبری ۷/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور بحکم رکن بلدیہ چٹھی نمبری C.E.O.-۴۷۰-۲۲۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء





انجمن خدام الدین لاہور کی طرف سے شائع شدہ

قرآن عزیز

بہ تحشیۂ جدیدہ

رنگین — دیدہ زیب

عکسی طباعت سے مزیّن

مرتبہ: حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کم و بیش ایک لاکھ کے مصرف سے تین سال کی محنتِ شاقہ کے بعد چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔

ھدیہ

مجلّد قسم اوّل	مجلّد قسم دوم	مجلّد قسم سوم
آفسٹ پیپر	کرنافلی سفید کاغذ	مکینیکل گلیز کاغذ
۲۰/- روپے	۱۲/- روپے	۹/- روپے

محصولڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہو گا۔
فرمائش کے ساتھ کل رقم پیشگی آنا ضروری ہے۔
وی۔پی نہ بھیجا جائے گا۔
تاجرانہ رعایت کے لیے لکھیں۔

ملنے کا پتہ: ناظم شعبہ تالیف واشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

شجرہ خاندان عالیہ قادریہ راشدیہ اور ترکیب ذکر جہر

سہ رنگا • آرٹ پیپر
قیمت ۲۵ پیسے —— ڈاک خرچ ۱۲ پیسے

اصلی حنفیّت

اپنے اعمال و اعمال کا صحیح جائزہ لینے اور مروجہ بدعات کی تفصیل اور سنِ ایجاد معلوم کرنے کے لئے اصلی حنفیّت منگوا کر پڑھئے۔

قیمت تیرہ ۱۳ پیسے محصولڈاک ۷ پیسے

ملنے کا پتہ:۔ ناظم انجمن خدام الدین لاہور

قرآن مجید (سندھی ترجمہ)

شیخ المشائخ قطب الاقطاب اعلیٰ حضرت مولانا وسیدنا تاج محمود امروٹی نور اللہ مرقدہٗ

رعایتی ہدیہ

ہدیہ فی جلد ۱۵ روپے ڈاک خرچ ۲/۵۰ روپے کل ۵۰/۱۷ روپے۔ پیشگی بھیج کر طلب کریں۔

فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں زیر اہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین